ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

21

www.tanzeem.org

21 تا 27 مئی 2013ء/ 10 تا 16 رجب المرجب 1434ھ

اللہ اکبر

میثاق رکنیت آل انڈیا مسلم لیگ

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ۭ (القرآن)

میں مسلم لیگ کا ممبر ہونا چاہتا ہوں، اور بحیثیت مسلمان اقرار کرتا ہوں کہ۔

(۱)۔ میں آل انڈیا مسلم لیگ کے نصب العین ''آزاد ہندوستان کے ساتھ آزاد ملت اسلام'' یعنی براعظم ہند میں، اجلاس آل انڈیا مسلم لیگ مدراس کی تصریحات کے مطابق آزاد مسلم سلطنتوں اور آزاد مسلم وطنوں کی تعمیر اور قومیتِ ملت اسلامیۂ ہند کے کامل استقلال و آزادی کے قیام اور مسلمانوں کے حقوق و مفاد کی سارے براعظم ہندوستان کے اندر مکمل حفاظت پر عقیدہ رکھتا ہوں۔

(۲)۔ میں ملت اسلامیۂ ہند کو براعظم ہند کے اندر ایک مستقل قومیت یقین کرتا اور فکر اسلامی کا مسلک قبول کرتا ہوں، اور عہد کرتا ہوں کہ میں تمام فکروں پر فکر اسلامی کو اور تمام مفادوں پر مفاد اسلامی کو اور تمام وفاداریوں پر وفاداریٔ اسلام کو برتر، غالب و مقدّم رکھوں گا۔

(۳)۔ میں مسلم لیگ کے اصول، اغراض و ضوابط کے ماتحت لیگ کے فیصلوں اور حکموں کی پوری تائید کروں گا، اور لیگ کے پروگراموں کی کامیابی کے لیے خلوص سے کام کروں گا۔

وماتوفیقی الا باللّٰہ

دستخط (پورا نام) ممبر ____________

صوبہ ____________ ضلع ____________

پتہ ممبر ____________

دستخط سیکرٹری ____________

تاریخ رکنیت ____________

پاکستان بنانے والی مسلم لیگ کا میثاق رکنیت' جو آج بھی مسلمانانِ پاکستان اور بالخصوص نئی بننے والی مسلم لیگی حکومت کے عہدیداروں کو یہ بھولا ہوا سبق یاد دلاتا ہے کہ وہ تمام فکروں پر فکر اسلامی کو' تمام مفادوں پر مفادِ اسلامی کو اور تمام وفاداریوں پر وفاداریٔ اسلام کو برتر' غالب اور مقدم رکھیں۔ (ادارہ)

اس شمارے میں

پس چہ باید کرد؟

صفات باری تعالیٰ

تعمیرِ نو کا چیلنج

بانیانِ پاکستان کیسا پاکستان بنانا چاہتے تھے؟

بنجارہ

ڈرون حملوں کے خلاف عالمی ردِ عمل

شیر شاہ سوری

تنظیم اسلامی کی دعوتی و تربیتی سرگرمیاں

الھدیٰ (563)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

سورۃ الرعد

(آیات: 27 تا 29)

بسم اللہ الرحمٰن الرَّحیم

وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ اَنَابَ ﴿٢٧﴾ۖ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَىِٕنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ۭ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىِٕنُّ الْقُلُوْبُ ﴿٢٨﴾ۭ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰى لَهُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ ﴿٢٩﴾

آیت 27 ﴿وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ﴾ ''اور کہتے ہیں یہ کافر لوگ کہ کیوں نہیں اتاری گئی اس شخص پر کوئی نشانی اس کے ربّ کی طرف سے؟''

مشرکین مکہ کی ہٹ دھرمی ملاحظہ ہو' بار بار ان کی اسی بات اور اسی دلیل کا ذکر ہو رہا ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ پر کوئی حسّی معجزہ کیوں نہیں اُتارا گیا؟

﴿قُلْ اِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ اَنَابَ ﴿٢٧﴾﴾ ''آپؐ کہہ دیجیے کہ اللہ جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور اپنی طرف ہدایت اُسی کو دیتا ہے جو خود (اس کی طرف) رجوع کرے۔''

جو لوگ خود ہدایت کے طالب ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں' وہ انہیں نعمتِ ہدایت سے سرفراز فرماتا ہے۔

آیت 28 ﴿اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَىِٕنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ۭ﴾ ''وہ لوگ جو ایمان لائے اور ان کے دل اللہ کے ذکر سے مطمئن ہوتے ہیں۔''

دل اور روح کے لیے تسکین کا سب سے بڑا ذریعہ اللہ کا ذکر ہے۔ اس لیے کہ انسان کی روح اس کے دل کی مکین ہے اور روح کا تعلق براہِ راست اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ ہے۔ جیسا کہ سورۂ بنی اسرائیل کی آیت 85 میں فرمایا گیا: ﴿وَيَسْــَٔـلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ۭ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ﴾ ''اور (اے نبی ﷺ!) یہ لوگ آپ سے روح کے بارے میں سوال کرتے ہیں' آپ فرمائیں کہ روح میرے پروردگار کے امر میں سے ہے''۔ لہٰذا جس طرح انسانی جسم کی حیات کا منبع (source) یہ زمین ہے اور جسم کی نشوونما اور تقویت کا سارا سامان زمین ہی سے مہیا ہوتا ہے اسی طرح انسانی روح کا منبع ذاتِ باری تعالیٰ ہے اور اس کی نشوونما اور تقویت کے لیے غذا کا سامان بھی وہیں سے آتا ہے۔ چنانچہ روح امر اللہ ہے اور اس کی غذا ذکر اللہ اور کلام اللہ ہے۔

﴿اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىِٕنُّ الْقُلُوْبُ ﴿٢٨﴾﴾ ''آگاہ ہو جاؤ! اللہ کے ذکر کے ساتھ ہی دل مطمئن ہوتے ہیں۔''

دنیوی مال و متاع اور سامانِ عیش و آسائش کی بہتات سے نفس اور جسم کی تسکین کا سامان تو ہو سکتا ہے' یہ چیزیں دل کے سکون و اطمینان کا باعث نہیں بن سکتیں۔ دل کو یہ دولت نصیب ہوگی تو اللہ کے ذکر سے ہوگی۔

آیت 29 ﴿اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰى لَهُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ ﴿٢٩﴾﴾ ''جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے ان کے لیے مبارک باد ہے اور لوٹنے کا بہت اچھا مقام ہے۔''

فرمان نبویؐ

پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

دُنیا کا غم

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ كَانَتِ الْاٰخِرَةُ هَمَّهٗ جَعَلَ اللّٰهُ غِنَاهُ فِيْ قَلْبِهٖ وَجَمَعَ لَهٗ شَمْلَهٗ وَاَتَتْهُ الدُّنْيَا وَهِيَ رَاغِمَةٌ وَمَنْ كَانَتِ الدُّنْيَا هَمَّهٗ جَعَلَ اللّٰهُ فَقْرَهٗ بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَفَرَّقَ عَلَيْهِ شَمْلَهٗ وَلَمْ يَاْتِهٖ مِنَ الدُّنْيَا اِلَّا مَا قُدِّرَ لَهٗ)) (رواہ الترمذی)

حضرت انس ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جسے سب سے زیادہ فکر آخرت کی ہو اللہ تعالیٰ اس کے دل کو غنی کر دیتا ہے اور اس کے اُلجھے ہوئے کاموں کو سُلجھا کر اس کے دل کو تسکین دیتا ہے اور دنیا اس کے پاس ذلیل و خوار ہو کر آتی ہے (یعنی دنیا کا مال و متاع جو اس کی قسمت میں لکھا ہے بغیر کسی شدید مشقت کے آسانی سے اس کے پاس پہنچ جاتا ہے)۔ جو شخص دنیا کے عیش پر مرمٹنے کا فیصلہ کر چکا ہو، اللہ تعالیٰ اس پر محتاجی کو مسلط کر دیتا ہے (یعنی وہ محسوس کرتا ہے کہ میں لوگوں کا محتاج ہوں) اور اللہ تعالیٰ اس کے سلجھے ہوئے معاملات کو پراگندہ کر کے اُلجھا دیتا ہے (اس لیے وہ سکونِ قلب کی نعمت سے محروم ہو جاتا ہے) اور دُنیا کا رزق (زیادہ نہیں بلکہ) اسے صرف اتنا ہی ملتا ہے، جتنا اس کے مقدر میں ہوتا ہے''۔

تشریح: ''اللہ تعالیٰ اس پر محتاجی کو مسلط کر دیتا ہے'' کا مطلب یہ ہے کہ وہ دولتمند ہونے کے باوجود ہر وقت اپنی غریبی اور مفلسی کا رونا روتا رہتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ اس کے معاشی حالات سخت ناسازگار ہیں اور وہ بے زری کے دوزخ میں جل رہا ہے۔ دنیا کا حرص اس سے سکونِ قلب کی نعمت چھین لیتا ہے۔ اپنے سے زیادہ مالدار لوگوں کو دیکھ کر تنگدستی کا تصور اس کے دل کو گھٹن میں مبتلا کر دیتا ہے۔

تا خلافت کی بنا، دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

بانی: اقتدار احمد مرحوم

21 تا 27 مئی 2013ء — جلد 22
10 تا 16 رجب المرجب 1434ھ — شمارہ 21

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید

مدیر: ایوب بیگ مرزا

نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو، لاہور-54000
فون: 36316638-36366638، فیکس: 36313131
E-Mail: markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن، لاہور-54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 450 روپے
بیرونِ پاکستان
انڈیا---------------(2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
”مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن“ کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

”ادارہ“ کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ

ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پس چہ باید کرد؟

وہ انتخابات جن پر خوف کے سائے چھائے ہوئے تھے اور جن کا انعقاد 11 مئی سے چند دن پہلے تک بھی مشکوک تھا بالآخر منعقد ہو گئے اور بحیثیت مجموعی خیر و عافیت سے ہو گئے۔ کوئی بہت بڑی دہشت گردی کا واقعہ یا قتل و غارت کم از کم انتخابات والے دن نہیں ہوا۔ انتخابات میں میاں محمد نواز شریف کی مسلم لیگ کو سادہ اکثریت حاصل ہو گئی ہے۔ اگرچہ انتخابات کی شفافیت پر سوال اُٹھ رہے ہیں اور بہت زیادہ اُٹھ رہے ہیں لیکن سیاسی قائدین کو ہمارا مشورہ ہے کہ وہ نتائج کو قبول کریں اور دھاندلیوں کے خلاف تحریک اٹھا کر کسی بڑے تصادم کی طرف نہ بڑھیں، کیونکہ داخلی اور خارجی حالات اس کی کسی طرح اجازت نہیں دیتے۔ ملک کسی صورت کسی محاذ آرائی کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ جو لوگ ان انتخابات کے نتیجہ میں اقتدار میں آئے ہیں، ان کے لیے اقتدار پھولوں کی سیج نہیں، کانٹوں کا بستر ثابت ہوگا۔ انہیں بھرپور طور پر کارکردگی دکھانی ہوگی۔ انہیں پاکستان پیپلز پارٹی کے انجام سے سبق سیکھنا ہوگا اور جنہیں اقتدار نہیں ملا اور اپوزیشن بنچوں پر بیٹھیں گے، انہیں مقتدر جماعت کی کڑی نگرانی کرنی ہوگی۔ گزشتہ پانچ سال میں اگر حکومت نے بیڈ گورننس کے حوالے سے ایک نئی تاریخ رقم کی ہے تو اس وقت کی اپوزیشن نے بھی نگرانی کا کام دیانت داری سے نہیں کیا۔ اسی لیے انہیں ”فرینڈلی اپوزیشن“ کا طعنہ بھی ملتا رہا۔ حقیقت یہ ہے کہ عوام نے خالصتاً اپنی دنیا سامنے رکھ کر فیصلہ کیا ہے جنہوں نے ان کی زندگی دوبھر کی تھی عوام نے ان پر اقتدار کا دروازہ بند کر دیا ہے اور شاید ہمیشہ کے لیے بند کر دیا ہے۔

اگرچہ پاکستان پیپلز پارٹی کے تین مشہور نعروں، دوسرے لفظوں میں منشور کی تین بنیادوں یعنی جمہوریت ہماری سیاست ہے، سوشلزم ہماری معیشت ہے اور اسلام ہمارا دین ہے میں اسلام کا ذکر موجود ہے لیکن زرداری اینڈ کمپنی کے سامنے اسلام اور نفاذِ اسلام کے حوالہ سے بات کرنا گویا بھینس کے آگے بین بجانے کے مترادف تھا، بلکہ سچی بات یہ ہے کہ انہوں نے اسلام کے حوالے سے عملی طور پر کسی قدر پسپائی اختیار کی۔ وہ ناموس رسالت کے قانون C-295 اور قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے والے قانون کو کالعدم قرار دینے کے حوالے سے بھی بہت کچھ کرنے کا ارادہ رکھتے تھے، لیکن دینی جماعتوں کے تیور اور بڑے پیمانے پر جلسے اور ریلیوں کو دیکھتے ہوئے پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت کوئی عملی قدم اٹھانے کی جرأت نہ کر سکی۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ گورنر سلمان تاثیر کا قتل ان کے عزائم میں رکاوٹ بنا۔ گویا اسلام کے حوالہ سے انہوں نے کوئی مثبت قدم نہ اٹھایا اور منفی قدم انہیں اٹھانے نہ دیا گیا۔ شاید اسی صورت حال کو دیکھتے ہوئے میاں محمد نواز شریف نے اسلام کے حوالہ سے نہ کوئی مثبت بات کی اور نہ کوئی منفی انداز میں اس کا ذکر کیا۔ عوام کی روزمرہ زندگی کے مسائل کا تعلق بے روزگاری سے تھا، غربت اور لوڈ شیڈنگ سے تھا۔ لہٰذا میاں نواز شریف نے بھی ان ہی چیزوں کو فوکس کیا، ان ہی کا ذکر کیا، اور اسلام کے نفاذ کے حوالہ سے اپنی سوچ اور اپنے طرزِ عمل کا اپنی انتخابی مہم میں قطعی طور پر کوئی ذکر نہ کیا۔

ہم نے پاکستان میں اسلام کے نفاذ کا ذکر ہمیشہ مسلمانانِ پاکستان کی دینی ذمہ داری کے حوالہ سے کیا۔ ہم نے ہمیشہ اسے نظریۂ پاکستان کی عملی تعبیر قرار دیا۔ ہم نے اس کا ذکر ہمیشہ تحریک پاکستان کے دوران میں اللہ سے کیے گئے عہد کے حوالہ سے کیا اور اسلام کے نظامِ عدل اجتماعی کو قائم نہ کرنے کو مسلمانوں کی اللہ سے عہد شکنی قرار دیا۔ ہم نے ہمیشہ مسلمانانِ پاکستان کو یہ یاد دلایا کہ جب کوئی قوم اللہ سے کوئی شے کسی وعدے کے ساتھ مشروط کر کے مانگے اور پھر اس شے کے مل جانے پر اپنے وعدے سے منحرف ہو جائے تو گویا اس نے خود کو اللہ کے عذاب کا مستحق ٹھہرا لیا۔ لہٰذا اللہ کے عذاب سے محفوظ رہنے کا صرف یہی طریقہ ہے کہ اپنے ماضی کے طرزِ عمل پر عاجزی اور انکساری سے معافی مانگو اور پھر ایفائے عہد کے لیے ڈٹ جاؤ۔ شاذ کے درجہ میں اور ضمنی طور پر یہ بات بھی آئی ہو گی کہ اس سے مسلمانانِ پاکستان کی دنیا بھی سنور جائے گی۔ لیکن آج ہم یہ بات کھل کر کہنا چاہتے ہیں اور نئے حکمرانوں کو مخاطب کر کے کہنا چاہتے ہیں کہ مسلمانانِ پاکستان کی خوشحالی، آسودگی اور پُرامن زندگی، پھر پاکستان کا استحکام ہی نہیں اس کی بقا کی ضمانت بھی صرف اور صرف اسلام ہی دے سکتا ہے۔ ہم ان کی خدمت میں عرض کرنا چاہتے ہیں کہ اگر آپ خالصتاً دنیوی ترقی کا زینہ طے کرنا چاہتے ہیں تب بھی پاکستان کے خصوصی حالات، اس کی جیوسٹریٹیجک پوزیشن اور اس کے عوام کا دین سے جذباتی تعلق اور شمال مغرب سرحدوں پر بدلتی ہوئی صورت حال کا تقاضا ہے کہ آپ پاکستان کو اسلامی فلاحی ریاست بنائیں۔ ہم یہ بات

محض عقیدے یا نظریہ کی بنیاد پر نہیں کہہ رہے بلکہ ماضی قریب کی تاریخ' موجودہ صورت حال اور مستقبل کے حوالہ سے عالمی سطح پر ہونے والی سرگرمیاں اس کے لیے ہمیں عقلی دلیل بھی فراہم کرتی ہیں۔

بیسویں صدی کی پہلی تہائی گزرنے کے بعد امریکہ ایک عالمی قوت کی حیثیت سے ابھرنا شروع ہوا۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد اسے دوسری عالمی قوتوں پر کسی قدر برتری حاصل ہوگئی۔ جنگ عظیم دوم کے بعد امریکی سیاسی اور عسکری قیادت کا طرزِ عمل صاف ظاہر کرتا ہے کہ وہ سپریم پاور آف دی ورلڈ بننا چاہتا ہے، یعنی وہ واحد سپر قوت ہو۔ پھر یہ کہ وہ اپنی اس حیثیت کا دوام بھی چاہتا ہے یعنی ایک ایسی ناقابل تسخیر قوت جسے دنیا کے کسی گوشہ سے کوئی خطرہ لاحق نہ ہو۔ لہٰذا اس نے اپنی ترجیحات قائم کیں۔ سوویت یونین عسکری قوت کے لحاظ سے امریکہ کی ہم پلہ حیثیت اختیار کرنا چاہتا تھا۔ لہٰذا پہلا ٹارگٹ اسے بنایا گیا۔ سوویت یونین کو شکست دینے کے لیے اس نے خود بھی مذہب کا لبادہ اوڑھا اور مسلمانوں میں سے بھی جہادی قوتوں کو اپنے ساتھ ملایا اور بعض مسلم ممالک خصوصاً پاکستان کی مدد سے سوویت یونین کی شکست و ریخت میں کامیاب ہوگیا۔ ہمیں یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ اس نے خود کو واحد سپر قوت ثابت کر دیا۔ اب اس کے ٹارگٹ مسلمان اور چین ہیں۔ لیکن مسلمان حکومتوں میں اس کا پہلا ٹارگٹ پاکستان ہے جس کی دو وجوہات ہیں: ایک یہ کہ پاکستان واحد اسلامی ملک ہے جو ایٹمی صلاحیت کا حامل ہے اور دوسرا اسے مکمل طور پر شکنجے میں لیے بغیر چین کا محاصرہ ممکن نہیں۔ لہٰذا امریکہ پاکستان کو کمزور اور غیر مستحکم کرنے اور اپنے فطری اتحادی بھارت کی ایک ذیلی ریاست بنانے کے لیے ایک منصوبہ بندی سے کام کر رہا ہے۔ امریکہ بھارت اور اسرائیل کا ایک اتحاد بھی اس کام کی تکمیل کے لیے قائم ہو چکا ہے۔ اب ہم اگر یہ کہیں کہ ہم امریکہ اور بھارت سے اچھے اور دوستانہ تعلقات قائم کر کے پاکستان کو آزاد اور خوشحال بنا سکتے ہیں تو یہ اُسی عطار کے لونڈے سے دوا لینے والی بات ہے۔ یہ حماقت عظمیٰ ہوگی، یہ اپنے پاؤں پر کلہاڑا چلانے والی بات ہو گی۔ ہم کسی سے جنگ کرنے اور اسے دشمن بنانے کے تو قطعی طور پر قائل نہیں لیکن ہمیں دشمن کی چالوں سے آگاہ رہنے کی ضرورت تو ہے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ ان حالات میں ہم پاکستان کے گرد وقتی اور عارضی طور پر آہنی پردہ تان لیں، روکھی سوکھی کھائیں، جو اپنے ملک میں پیدا ہوتا ہے اس پر گزارہ کریں اور اپنی تمام توانائیاں نظامِ عدل اجتماعی کے لیے وقف کر دیں۔ اسی سے صوبائی' لسانی جھگڑے ختم ہوں گے' قرآن وسنت کے نفاذ سے فرقہ واریت اپنے انجام کو پہنچے گی۔ ضرورت ایجاد کی ماں ہوتی ہے۔ ہم اپنے زمینی اور معدنی وسائل کو بھی دریافت کر سکیں گے۔ نوجوان افرادی قوت ہمارا ایک بہت بڑا سرمایہ ہے۔ ہمارے فنی کاری گروں نے، ہمارے انجینئروں اور ڈاکٹروں نے اپنی صلاحیتوں کا لوہا اہل یورپ سے منوایا ہے۔ حالیہ انتخابات میں دنیا میں مقیم پاکستانیوں نے جس جوش وخروش کا اظہار کیا وہ یہ ثابت کرتا ہے کہ پاکستان ان کی سوچوں کا محور ہے۔ اگر سب مل جل کر پاکستان کو آزاد اور مستحکم اسلامی فلاحی ریاست بنانے پر تل جائیں تو دنیا کی کوئی قوت ان کے راستے میں حائل نہیں ہو سکے گی۔ ضرورت صرف ایمان' جذبہ اور لگن کی ہے۔ ہم حکمرانوں کی توجہ اس طرف مبذول کروانا چاہتے ہیں کہ ہماری دنیوی اور اُخروی کامیابی اور پاکستان کا روشن مستقبل صرف اسلام سے وابستہ ہے۔ امریکہ اور بھارت ہم سے تعاون کیوں کریں گے جبکہ ہمارے اور ان کے مقاصد اور اہداف میں مشرق ومغرب کا بعد ہے جو پاٹا نہیں جا سکتا۔ لہٰذا یہ اٹل اور حتمی بات ہے کہ دنیا مطلوب ہو یا آخرت، پاکستان میں اسلام کا نظامِ عدل اجتماعی اور شریعت محمدی کا قیام ہی "پس چہ باید کرد" کا جواب ہے۔

پریس ریلیز 10 اپریل 2013ء — حافظ عاکف سعید

ہندوؤں اور مسلمانوں کا کلچر یکساں ہونے کا بیان دے کر نواز شریف نے نظریہ پاکستان کی نفی کی

مسلمانوں اور غیر مسلموں کو مساوی قرار دینا قرآنی احکامات کی کھلی خلاف ورزی ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے قرآن اکیڈمی لاہور میں خطاب جمعہ کے دوران کہی۔ وہ میاں نواز شریف کی اس بات پر ردعمل کا اظہار کر رہے تھے جو مسلم لیگ کے صدر نے اقلیتوں کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہی۔ اُنہوں نے کہا کہ اگرچہ اسلام میں اقلیتوں کے جان ومال کا تحفظ اسلامی حکومت کا فرض قرار دیا گیا ہے اور اُنہیں اپنے مذہب کے مطابق عبادت کرنے اور زندگی گزارنے کی اجازت دی گئی ہے لیکن قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے یہ حکم بھی دیا ہے کہ غیر مسلم ماتحت ہو کر رہیں گے اور جزیہ ادا کریں گے۔ اُنہوں نے نواز شریف کے اس بیان پر بھی حیرت کا اظہار کیا کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کا کلچر ایک جیسا ہے۔ انہیں معلوم نہیں کہ قائداعظم نے درجنوں مرتبہ یہ بات کہی کہ ہم ہر لحاظ سے ہندوؤں سے مختلف ہیں۔ وہ کلچر اور بود وباش کے فرق کا خاص طور پر ذکر کیا کرتے تھے۔ برصغیر کی تقسیم سے پہلے تو ہندو اور مسلم پانی بھی الگ الگ ہوا کرتا تھا۔ اُنہوں نے کہا کہ مسلم لیگ کے صدر اس طرح کے بیانات دے کر حقیقت میں نظریۂ پاکستان کی نفی کر رہے ہیں۔ اگر ہندوؤں اور مسلمانوں میں اتنی یک رنگی تھی تو برصغیر کو تقسیم کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ اُنہوں نے کہا کہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ انتخابات کے قریب نواز شریف کن قوتوں کو خوش کرنا چاہتے ہیں۔ اُنہوں نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ہمارے لیڈروں کو ہدایت دے اور سیدھی راہ دکھائے۔

پریس ریلیز 17 اپریل 2013ء

تحریک طالبان کی طرف سے سیز فائر کا اعلان خوش آئند ہے نئی حکومت اِس سے بھرپور فائدہ اُٹھائے

تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے پُر امن انتخابات کے انعقاد پر اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے کہا کہ اگرچہ انتخابات کی شفافیت پر بہت سے سوال اٹھے ہیں لیکن بحیثیت مجموعی انتخابات کا عمل منصفانہ تھا۔ یہ بات اُنہوں نے قرآن اکیڈمی لاہور میں خطاب جمعہ کے دوران کہی۔ اُنہوں نے تمام سیاسی رہنماؤں سے اپیل کی کہ وہ اپنے طرز عمل میں لچک کا مظاہرہ کرتے ہوئے انتخابی نتائج کو قبول کر لیں، کیونکہ ملک کی داخلی اور خارجی صورت حال کسی محاذ آرائی کی متحمل نہیں ہو سکتی۔ البتہ کراچی میں محسوس ہوتا ہے کہ حسب معمول الیکشن کی بجائے سلیکشن ہوئی ہے۔ امیر تنظیم اسلامی نے اس بات پر افسوس کا اظہار کیا کہ انتخابی مہم میں تمام جماعتوں نے بے روزگاری، مہنگائی اور لوڈشیڈنگ پر فوکس کیا لیکن ملک میں اسلام کا نظام عدل اجتماعی اور شریعت کے نفاذ کی کوئی بات نہیں کی۔ میاں نواز شریف کا بھارت کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھانے کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ بھارت سے جنگ کوئی بھی نہیں چاہتا لیکن اگر ہم پاکستان میں اسلامی معاشرہ قائم کیے بغیر بھارت سے دوستی کی پینگیں بڑھائیں گے تو بھارتی معاشرہ بڑا اور مؤثر ہونے کی وجہ سے پاکستان کے کلچر پر حاوی ہو جائے گا اور اگر ہم نے بھارتی کلچر کو ہی اپنانا ہے تو پھر بھارت اور پاکستان کے درمیان کھینچی گئی لکیر بے معنی ہو جاتی ہے۔ انتخابات میں دینی جماعتوں کی مایوس کن کارکردگی پر تبصرہ کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ہمارا طے شدہ دیرینہ موقف ہے کہ انتخابات کے راستے سے ملک میں اسلام کبھی نہیں آ سکتا۔ دینی جماعتوں کو چاہیے کہ نفاذ اسلام کے لئے انتخابی راستے کی بجائے سیرت مطہرہ سے ماخوذ انقلابی منہج کو اختیار کریں۔ اُنہوں نے تحریک طالبان پاکستان کی طرف سے سیز فائر کے اعلان کو خوش آئند قرار دیا اور نئی حکومت پر زور دیا کہ وہ اس پیشکش سے بھرپور فائدہ اٹھائے۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر واشاعت تنظیم اسلامی پاکستان)

صفات باری تعالیٰ

سورۃ الحدید کی آیات 1 تا 6 کا مطالعہ

مسجد جامع القرآن قرآن اکیڈمی لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ کے 10 مئی 2013ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

[خطبہ مسنونہ اور آیات قرآنی کی تلاوت کے بعد]

حضرات! سورۃ الحدید کے مطالعے کا آغاز ہم نے پچھلے جمعہ کر دیا تھا۔ اس سورۂ مبارکہ کا تعارف اور خصوصیات کے حوالے سے کچھ بنیادی باتیں زیر گفتگو آئی تھیں۔ ان میں سے صرف ایک چیز کا اعادہ کروں گا۔ وہ یہ کہ قرآن مجید کا یہ منفرد مقام ہے جہاں دس مدنی سورتیں ایک ساتھ وار دہوئیں، جن میں پہلی سورت زیر مطالعہ سورۃ الحدید ہے۔ ان دس سورتوں میں سے پانچ کا آغاز تسبیح باری تعالیٰ سے ہوتا ہے۔ اسی لئے انہیں المسبحات بھی کہا جاتا ہے۔ ویسے تو پورا قرآن مجید الھدیٰ ہے۔ اس کی ایک ایک آیت ہمارے لئے ہدایت اور راہنمائی کا خزانہ ہے، لیکن ان سورتوں میں ہمارے لئے خصوصی رہنمائی ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ گویا ان میں ہمارا ہی تذکرہ ہو رہا ہے۔ اس لئے کہ مدنی دور کے آخری حصے میں مسلمانوں کی صفوں میں کچھ کچے پکے لوگ بھی آ گئے تھے۔ اسی طرح مدینہ میں یہود کے زیر اثر نفاق کا مرض بھی پروان چڑھ رہا تھا اور کچھ ایسے لوگ بھی تھے جن کی دوستیاں یہود سے تھیں۔ دین کے جب مشکل تقاضے ان کے سامنے آتے تو وہ پیچھے ہٹنے لگتے۔ آنحضور ﷺ تقاضا کر رہے تھے کہ یہ وقت ہے، راہ خدا میں نکلو، مگر ان کا نکلنے کو دل نہیں کر رہا تھا۔ چنانچہ کوئی بہانہ کر کے بیٹھ جاتے تھے۔ ایسے لوگوں کو جھنجوڑنے کے لئے قرآن مجید میں یہاں بڑا سخت اسلوب اور جگا دینے والا انداز ہے۔ اگرچہ خطاب بحیثیت مجموعی پوری امت سے کیا جا رہا ہے۔ حکمت دعوت بھی یہی ہے کہ جب کسی کی اصلاح مقصود ہو تو اس کو نامزد کر کے بات نہ کی جائے، بلکہ عمومی انداز سے گفتگو کی جائے۔ آج ہمارا معاملہ بھی اکثر و بیشتر یہ ہے کہ دین کے عملی تقاضوں سے گریزاں ہیں۔ اگرچہ ہمیں ایمان مل گیا ہے، لیکن یہ ایمان ہم نے اپنی محنت سے حاصل نہیں کیا، اپنے اندر کی تاریکیوں کو قرآن مجید کی ہدایت اور روشنی سے دور کر کے سینے کو منور نہیں کیا، بلکہ ایک موروثی ایمان حاصل ہو گیا ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ اگر اس کے بعد ہم دین پر عمل کریں، تو ایمان حقیقی خود بخود پیدا ہوگا۔ اس لئے کہ جب آدمی دین پر عمل کرنے لگتا ہے اور اللہ کے احکامات اور حضور ﷺ کے فرامین پر شعوری طور پر عمل شروع کر دیتا ہے تو اس کے نتیجے میں ایمان پیدا ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ ہمیں ان سورتوں کے مضامین پر خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے، اور ان پر زیادہ غور کر کے ان سے راہنمائی حاصل کرنی چاہئے۔

اس سورت کی ایک خاص بات یہ بھی ہے کہ اس کی ابتدائی 6 آیات میں اللہ تعالیٰ کی صفات کا ذکر ہوا ہے۔ پہلی آیت کی ابتدا میں تسبیح باری تعالیٰ کا ذکر ہے (تسبیح کے معنی و مفہوم پر پچھلے جمعہ تفصیل سے گفتگو ہو چکی ہے) آخر میں اللہ کی دو صفات العزیز اور الحکیم آتی ہیں۔ فرمایا:

﴿سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ①﴾

”جو مخلوق آسمانوں اور زمین میں ہے اللہ کی تسبیح کرتی ہے اور وہ غالب (اور) حکمت والا ہے۔“

یعنی اللہ جس کی تسبیح میں ہر شے لگی ہوئی ہے، اس کی صفت یہ ہے کہ وہ العزیز اور الحکیم ہے۔ العزیز وہ ہستی ہے جس کا اقتدار سب پر حاوی ہے، جس سے اوپر کوئی نہیں۔ دنیا میں ایک صاحب اختیار کے اوپر دوسرے کا اقتدار ہوتا ہے۔ لیکن دنیا کا اقتدار و اختیار عارضی اور غیر حقیقی ہے۔ حقیقی اقتدار و اختیار اللہ کا ہے، اس کا اقتدار سب پر حاوی ہے۔ وہ العزیز ہے۔ اس کی ہستی سب سے بالا ہے۔ اس کی مرضی کے بغیر پتا تک نہیں ہل سکتا۔ وہ صرف نام کا بادشاہ نہیں ہے، واقعتاً کل اختیار و اقتدار اُسی کی مٹھی میں ہے۔ ہر چیز اس کے فیصلے سے ہوتی ہے۔ کائنات کا کوئی معاملہ بھی اس کے اقتدار سے باہر نہیں۔ دنیا میں عام تصور یہ ہے کہ جس کے پاس بہت زیادہ طاقت و اختیار ہو وہ کرپٹ ہو جاتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ جو اختیار و اقتدار کا اصل مالک ہے الحکیم، کمال حکمت والا ہے۔ اسے دنیا والوں پر قیاس نہ کرنا۔ اس کی تمام صفات بیک وقت بروئے کار آتی ہیں۔ وہ اپنے اختیار مطلقہ کا استعمال حکمت کاملہ کے ساتھ کرتا ہے۔ اگلی آیت میں فرمایا:

﴿لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾

”آسمانوں اور زمین کی حکومت اسی کی ہے۔“

یعنی آسمانوں اور زمین کی حکومت اور بادشاہی de jure بھی اسی کی ہے اور de facto بھی اسی کی ہے۔ اسی کو حاکمیت کا حق پہنچتا ہے اور بالفعل بھی وہی حاکم ہے۔ اسی کو حق پہنچتا ہے کہ وہ مالک ہو اور بالفعل بھی وہی مالک ہے۔ پوری کائنات پر اسی کی حکمرانی ہے۔ بادشاہ حقیقی اس کے سوا کوئی اور ہو ہی نہیں سکتا۔ اس لئے کہ جب خالق و مالک وہ ہے تو اخلاقی اعتبار سے بھی کسی اور پر یہ تاج نہیں سج سکتا۔ پوری کائنات اسی کے اختیار میں جکڑی ہوئی ہے۔ انسان کو زندگی کے تھوڑے سے گوشے میں آزادی دی گئی ہے۔ وہ اس کے بل بوتے پر حاکم بن بیٹھا ہے۔ حالانکہ اس کے اختیار کا یہ عالم ہے کہ اپنے وجود پر اس کا کنٹرول نہیں ہے۔ اس کے جسم کا پورا نظام اللہ کے قانون میں جکڑا ہوا ہے۔ وہ اپنے جسم پر اُگتے بالوں کو نہیں روک سکتا۔ حرکت قلب پر بھی اس کا اختیار نہیں ہے۔ جب مالک حقیقی، بادشاہ حقیقی اللہ ہے، تو آدمی کو چاہئے کہ اس کی آقائی کو تسلیم کر کے اس کا غلام بن کر رہے۔ اگر وہ اس کے دشمن اور باغی شیطان کے راستے پر چلے گا تو اسے اس کا انجام بھی سوچ لینا چاہے۔ آگے فرمایا:

﴿یُحْیٖ وَیُمِیْتُ ۚ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ②﴾

''وہی زندہ کرتا ہے، وہی موت دیتا ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔''

کوئی چاہے کہ میں نہ مروں، یہ اس کے اختیار میں نہیں ہے۔ پیدا کرنا بھی اللہ کا کام ہے اور موت بھی وہی دیتا ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اس کی قدرت لامحدود ہے۔ لامحدود کا کوئی تصور ہمارے محدود ذہن میں آ ہی نہیں سکتا۔ ہمارا ذہن زمان و مکان کی حدود کا پابند ہے۔ اتنا تو Culculation کر لیتا ہے، لیکن اس سے آگے نہیں جا سکتا۔ لہٰذا ہم پر یہ واضح کرنے کے لیے کہ اللہ کی قدرت کتنی ہے، نہایت خوبصورت اسلوب میں یہ بتا دیا کہ بس جان لو کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ وہ جو چاہے کر سکتا ہے۔ جس شے کا ارادہ کرتا ہے اس کو روبہ عمل لے آتا ہے۔ اس کے راستے میں کوئی رکاوٹ نہیں۔

اگلی آیت ہے:

﴿ هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۚ ﴾

''وہ (سب سے) پہلا اور (سب سے) پچھلا اور (اپنی قدرتوں سے سب پر) ظاہر اور (اپنی ذات سے) پوشیدہ ہے۔''

یہ اس سورت کی تیسری آیت ہے۔ یہ اس اعتبار سے قرآن مجید کی منفرد آیت ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کے بعض اسماء صفات کا تذکرہ ''واوٗ'' عطف کے ساتھ آیا ہے، جبکہ عام طور پر جب کسی مقام پر صفات باری تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے تو ان کے درمیان ''واوٗ'' عطف نہیں آتا، جیسے اس سورت کی پہلی آیت میں ہے: ﴿وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴾ اسی طرح سورۃ الحشر کے آخر میں جو آیت مبارکہ آتی ہے، اس میں تسلسل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے آٹھ اسمائے حسنیٰ آئے ہیں، لیکن ان کے درمیان کہیں کوئی حرف عطف نہیں ہے۔ ﴿اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ﴾ یہ قرآن کا واحد مقام ہے جہاں صفات باری تعالیٰ کے درمیان حرفِ عطف آیا ہے۔ ﴿هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ﴾ اللہ کے اوّل و آخر، ظاہر و باطن ہونے کا مفہوم یوں سمجھئے کہ ایک وقت تھا کہ صرف ذاتِ باری تعالیٰ تھی' کائنات نہیں تھی۔ پھر کائنات کو وجود بخشا گیا تو اس کا اوّل یعنی نقطۂ آغاز اللہ ہے' جہاں سے یہ کائنات شروع ہو رہی ہے۔ اس کے بعد پھر ایک وقت آئے گا کہ صرف اللہ کی ذات ہوگی' کائنات نہیں ہوگی۔ گویا یہ اس کا آخر یا نقطۂ اختتام ہے۔ چنانچہ اس کائنات کا اوّل و آخر ذاتِ باری تعالیٰ ہے' درمیان میں یہ کائنات ہے۔ ان صفات باری تعالیٰ کا مفہوم ایک حدیث سے آسانی سے سمجھ میں آ سکتا ہے۔ یہ حدیث حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے اور صحیح مسلمؒ اور مسند احمد بن حنبلؒ میں آئی ہے۔ نیز قاضی ابو یعلیٰؒ نے اسے اپنی ''مسند'' میں حضرت عائشہ صدیقہ ؓ سے روایت کیا ہے۔ یہ اصل میں حضور ﷺ کی ایک دعا ہے:

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْاَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ
وَاَنْتَ الْاٰخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ
وَاَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ
وَاَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُوْنَكَ شَيْءٌ

''اے اللہ! تو ہی وہ اوّل ہے جس سے پہلے کچھ نہیں۔ اور تو ہی وہ آخر ہے جس کے بعد کچھ نہیں ہوگا۔ اور تو ہی ظاہر ہے' تجھ سے بڑھ کر نمایاں یا بالاتر کوئی نہیں اور اے اللہ! تو ہی ایسا باطن ہے کہ تجھ سے زیادہ مخفی کوئی نہیں!''

قرآن میں ہے کہ ﴿كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ﴾ (القصص:88) یعنی ''ہر ایک شے ہلاک ہونے والی ہے، سوائے اس کے رخِ انور کے'' یعنی صرف اللہ کی ذات واحد ہمیشہ رہنے والی ہے، اس میں اگرچہ ایک علمی نقطہ بھی ہے کہ جنت کے بارے میں تو کہا گیا کہ وہ ابدی ہے، جنتی وہاں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ اسی طرح جہنم کے بارے میں بھی اس قسم کے الفاظ آتے ہیں۔ اس بارے میں علماء کا کہنا ہے کہ کوئی شخص اپنی ذات میں ابدی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جہاں تک چاہے لے جائے۔ اپنی ذات میں ابدی، اپنے بل پر قائم صرف اللہ کی ہستی ہے۔ جتنے لوگ بھی اس دنیا میں آئے ہیں، جو چیز بھی پیدا ہوئی ہے، اللہ تعالیٰ کے پیدا کرنے سے ہوئی ہے۔ از خود وجود میں نہیں آئی اور کسی مخلوق کو کب تک باقی رہنا اور کب اس نے فنا ہو جانا ہے، یہ فیصلہ بھی اللہ کے اختیار میں ہے۔ کسی شخص کے اپنے اختیار میں نہیں۔ اللہ کی ذات اتنی زیادہ روشن ہے کہ کائنات میں سب سے نمایاں ہے۔ وہ سب پر چھایا ہوا ہے۔ اس کائنات کی ہر ہر شے اُس کی تسبیح و تحمید میں لگی ہوئی ہے۔ پس کائنات کی سب سے بڑی حقیقت اللہ کی ذات ہے۔ ہاں ہمیں بغرض امتحان غیب کے پردوں میں رکھا گیا ہے۔ اللہ ''الباطن'' بھی ہے۔ اُس کی ذات انتہائی باطن، انتہائی مخفی ہے۔ اللہ کی ہستی میں بہ یک وقت متضاد صفات جمع ہیں۔ وہ سب سے زیادہ ظاہر بھی ہے اور سب سے مخفی بھی ہے۔ ہم اللہ کو اس کی صفات کے اعتبار سے پہچانتے ہیں، اس کی ذات کا ادراک نہیں کر سکتے۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کی نوعیت کے بارے میں یہ مان لینا کہ ہم نہیں جان سکتے یہی کمال ادراک ہے۔

آگے فرمایا:

﴿وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ③﴾

''اور وہ ہر شے کا جاننے والا ہے۔''

اس نے ہر شے کا احاطہ کیا ہوا ہے۔ کوئی شے اس کی حیطۂ علم سے باہر نہیں ہے۔ ہر شے پر قدرت و اقتدار بھی اُسی کا ہے، اور کوئی شے ایسی نہیں جو اس کے علم سے باہر ہو۔ وہ ہر شے کا جاننے والا ہے۔

آگے فرمایا:

﴿ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ﴾

''وہی ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمینوں کو چھ دنوں میں۔''

آسمان و زمین کی چھ دنوں میں تخلیق کا مضمون قرآن مجید میں سات مرتبہ آیا ہے' جس طرح قصہ آدم و ابلیس بھی قرآن مجید میں سات مرتبہ دہرایا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین چھ دنوں میں پیدا کیے۔ یہاں دن سے مراد کیا ہے؟ اس میں تو کوئی شک ہی نہیں کہ اس سے ہمارا دن مراد نہیں ہے۔ ہماری زمین کی اپنے محور پر ایک گردش سے ہمارا چوبیس گھنٹے کا ایک رات دن وجود میں آتا ہے۔ اسی طرح ہر سیارے (planet) کا دن دوسرے سے مختلف ہے۔ قرآن مجید میں پچاس ہزار سال کے برابر ایک دن کا ذکر بھی موجود ہے اور اس کے بارے میں گمان غالب ہے کہ وہ قیامت کا دن ہے۔ جہاں تک زمین و آسمان کی چھ دنوں میں تخلیق کا معاملہ ہے تو یہ ضروری نہیں ہے کہ تخلیق کے ایک دن کو ہم ایک ہزار برس کا قرار دیں اور نہ یہ ضروری ہے کہ اسے پچاس ہزار برس کا قرار دیں۔ تخلیق کے ان چھ دنوں کی مقدار ہمیں معلوم نہیں ہے' یہ دراصل چھ ادوار ہیں جن کے لیے ہم millennium یا eras کے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔

آگے فرمایا:

﴿ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ﴾

''پھر وہ عرش پر جلوہ افروز ہوا۔''

ایسا ہرگز نہیں کہ تخلیق فرما کر اللہ کہیں علیحدہ بیٹھ گیا ہو' بلکہ وہ تختِ حکومت پر متمکن ہوا۔ بعض صوفیاء کا تصور بھی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تو اپنی ذات میں مگن ہے' اسے اس سے کوئی دلچسپی نہیں ہے کہ کائنات میں کیا ہو رہا ہے' وہ اس سے مستغنی ہے۔ چنانچہ مشائین (جو ارسطو کی منطق کے پیروکار ہیں) یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ عالم کلیات ہے' عالم جزئیات نہیں ہے۔ یہی گمراہی اس وقت جدید سائنسی تصورات اور مادہ پرستی کے زیر اثر پھیل رہی ہے۔ دَورِ جدید کا سب سے بڑا شرک تو انسانی حاکمیت کا تصور

ہے' جبکہ اس کے ساتھ دوسرا بڑا شرک مادّہ پرستی ہے۔ اس مادّہ پرستی نے انسانی ذہن کو اتنا گرفت میں لے لیا ہے کہ جو خدا کو مانتا ہے وہ بھی اس معنی میں مانتا ہے کہ کائنات کا خالق (Creator) تو وہ ہے' لیکن اس کی تخلیق کے بعد اس نے کچھ طبعی قوانین (physical laws) بنا دیے ہیں جن کے تحت یہ کائنات خود بخود چل رہی ہے۔ چنانچہ ہر لحظہ' ہر آن اللہ کا فیصلہ اور اس کا اِذن ان کے تصور سے ماوراء ہے۔ گویا کائنات کی تخلیق کے بعد اب وہ معطل ہے' اسے اس کائنات کی روز بروز اور لحہ بہ لحہ working سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ اس نے جو قوانین بنا دیے ان کے تحت کائنات کا نظام از خود چل رہا ہے' جیسے فٹ بال کا کوئی کھلاڑی فٹ بال کو ٹھوکر لگائے تو وہ گیند دوڑتی چلی جاتی ہے جب تک کہ کوئی مزاحمت اسے نہ روکے۔ اس گیند کو آگے بڑھانے میں اب اس کھلاڑی کا کوئی تعلق نہیں ہوتا جس نے اسے کک لگائی تھی۔ جبکہ ایمان اور قرآن ہمیں اللہ تعالیٰ کی یہ معرفت دیتے ہیں کہ اللہ تختِ حکومت پر متمکن ہے اور نظامِ کائنات کو کنٹرول کر رہا ہے۔ وہ تدبیرِ امر کرتا ہے: ﴿يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ﴾ یہاں تک کہ اس کے اِذن کے بغیر پتا تک جنبش نہیں کر سکتا۔ یہ تصور جب تک نہ ہو اُس وقت تک انسان کو ایمان باللہ اور معرفتِ ربّ حاصل نہیں ہو سکتی۔

عرش کی نوعیت کیا ہے، عرش کس طرح کا ہے، کس رنگ کا ہے، کس جگہ پر ہے، اس کا محلِ وقوع کیا ہے، اِسے ہم نہیں سمجھ سکتے۔ ہمیں زمان و مکان کے حدود کے اندر رکھا گیا ہے۔ اور یہ چیزیں اس سے بہت باہر کی ہیں۔ لہٰذا ہم اس کا ادراک نہیں کر سکتے بالکل اُسی طرح جیسے ہم روح کو نہیں سمجھ سکتے، جس کے بارے قرآن مجید میں آیا ہے کہ تمہیں اس کا بہت تھوڑا علم دیا گیا ہے

آگے فرمایا:

﴿يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا﴾

''وہ جانتا ہے جو کچھ زمین میں داخل ہوتا ہے اور جو کچھ اس سے نکلتا ہے۔''

زمین میں داخل ہونے والی شے بارش کا وہ قطرہ بھی ہے جو جذب ہو رہا ہے اور وہ بیج بھی ہے جو کسی درخت کا پھل سوکھنے کے بعد اس سے نکلتا ہے اور زمین میں قرار پکڑ لیتا ہے۔ ان دونوں کے نتیجے میں زمین سے جو کونپل پھوٹتی ہے وہ بھی اس کے علم میں ہے۔ اسی طرح زمین میں داخل ہونے والے مردے بھی ہیں جو زمین میں مٹی کے ساتھ مل کر مٹی ہو رہے ہیں' لیکن پھر وہ یہیں سے زندہ کر کے نکالے جائیں گے۔ از روئے الفاظ قرآنی: ﴿مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى ﴿۵۵﴾﴾ (طٰہٰ) ''اسی زمین سے ہم نے تم کو پیدا کیا ہے' اسی میں ہم تم کو واپس لے جائیں گے اور اسی سے تم کو دوبارہ نکالیں گے''۔ چنانچہ ہر چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی شے جو زمین میں داخل ہو رہی ہے اور جو اس سے نکل رہی ہے یا نکلے گی، وہ اس کے علم میں ہے۔

﴿وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا ؕ﴾

''اور جو کچھ آسمان سے اترتا ہے اور جو کچھ اس میں چڑھتا ہے (وہ بھی اس کے علم میں ہے)۔''

آسمان سے نازل ہونے والی بارش بھی ہے اور فرشتے بھی جو آسمان سے اللہ تعالیٰ کے احکام لے کر ان کی تنفیذ کے لیے اترتے ہیں اور یہاں سے رپورٹ لے کر اور نفوس و ارواحِ انسانیہ کو لے کر اوپر جاتے ہیں۔ پس جو کچھ یہاں ہو رہا ہے ہر شے اللہ کے علم میں ہے۔ کوئی شے اللہ کے علم سے باہر نہیں ہے۔ کسی درخت سے گرنے والا کوئی پتا ایسا نہیں جس کا اسے علم نہ ہو۔ زمین کی تاریکیوں میں کوئی دانہ ایسا نہیں جس سے وہ باخبر نہ ہو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ صرف کلیات کا عالم نہیں بلکہ جزئیات کا بھی عالم ہے۔ زمین و آسمان اور بحر و بر کا چھوٹے سے چھوٹا واقعہ بھی اس کے علم میں ہے۔ یہ بات اگرچہ ہمارے ذہن میں نہیں آ سکتی' لیکن ایمان کا جزوِ لازم ہونے کی حیثیت سے اس پر ایمان رکھنا ناگزیر ہے۔

﴿وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ ؕ﴾

''وہ تمہارے ساتھ ہے تم جہاں کہیں بھی ہو۔''

اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے ہم جہاں کہیں بھی ہوں لیکن کیسے ہے؟ یہ ہم نہیں جانتے۔ ہم اس کی کیفیت کو نہیں جان سکتے۔ بعض لوگوں نے اپنی ذہنی سطح کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کے بارے میں تجسیم کا تصور قائم کیا ہے کہ وہ کسی جہت' کسی مکان' کسی مقام پر محدود ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارے میں ایسا تصور معاذ اللہ' ثم معاذ اللہ' بالکل درست نہیں ہے۔ وہ تو ہر آن' ہر جگہ موجود ہے۔ اللہ ہر شخص کی بات خود سن رہا ہے، ہر شے کو خود دیکھ رہا ہے۔ قرآن میں ہے کہ تم دو ہوتے ہو تو تیسرا وہ ہوتا ہے، تین ہو تو چوتھا وہ ہوتا ہے۔ لیکن اس کی کیفیت کیا ہے، یہ ہم نہیں جانتے۔ البتہ ایک بات طے ہے کہ

﴿وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۴﴾﴾

''اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس کو دیکھ رہا ہے۔''

یعنی تم ہر وقت اُس کی نگاہ میں ہو۔

﴿لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾

''آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اسی کی ہے۔''

اب یہاں دوسری مرتبہ یہ الفاظ آ رہے ہیں۔ اس سے اندازہ ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کے تصور کو قرآن مجید کتنا emphasize کرنا چاہتا ہے۔ سارا فساد تو اسی کا ہے کہ انسان خود حاکم بن کر بیٹھ گیا ہے اور اسی کا نام بغاوت ہے۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ آسمانوں اور زمین کی حکومت اللہ کی ہے۔ جب آسمانوں اور زمین کی حکومت اللہ کی ہے، کل اختیار اسی کا ہے تو اس زمین پر بھی اللہ ہی کا اختیار مانا جانا چاہیے۔ اس زمین پر حکمرانی کرنے کا حق صرف اسی کو ہے۔ لہٰذا جب اِس پر خدا کے باغی تسلط جمائیں تو پھر اللہ کے وفاداروں کی ذمہ داری یہ ہے کہ اللہ کی حاکمیت اعلیٰ کے قیام کے لئے اپنا تن من دھن لگا دیں۔

﴿وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۵﴾﴾

''اور تمام معاملات (فیصلے کے لئے) بالآخر اسی کی طرف لوٹا دیے جاتے ہیں۔''

یعنی معاملات کا آخری فیصلہ اللہ ہی کرے گا۔ روزِ قیامت یہ حقیقت منکشف ہو جائے گی کہ وہی جزا و سزا کے دن کا مالک ہے۔ اُس دن سارے پردے آنکھوں پر سے ہٹا دیئے جائیں گے۔

﴿يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ؕ﴾

''وہ پرولاتا ہے رات کو دن میں اور پرولاتا ہے دن کو رات میں۔''

رات کو دن میں اور دن کو رات میں پرونے کا ایک مفہوم یہ ہے کہ کبھی دن بڑھتا ہے' رات گھٹتی ہے تو گویا دن رات میں داخل ہو رہا ہے اور کبھی دن گھٹتا ہے اور رات بڑھتی ہے تو گویا رات دن میں داخل ہو رہی ہے۔

آیت کے آخری الفاظ ہیں:

﴿وَهُوَ عَلِيْمٌ ۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۶﴾﴾

''اور وہ سینوں کے پوشیدہ راز تک جانتا ہے۔''

جو کچھ تمہارے سینوں میں ہے، وہ اس کا جاننے والا ہے۔ کسی کام کو کرتے ہوئے، آدمی کے دل میں نیت کیا ہے، آرزوئیں کیا ہیں، اللہ تعالیٰ ان سب سے بھی واقف ہے۔

یہ چھ آیات تھیں جن کا مطالعہ ہم نے مکمل کر لیا ہے۔ اسی کے بعد اہلِ ایمان سے براہِ راست خطاب شروع ہوتا ہے۔ اس کا مطالعہ ہم آئندہ کریں گے۔ ان شاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن کو سمجھنے اور اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین) [مرتب: محبوب الحق عاجز]

☆☆☆☆☆

تعمیرِ نو کا چیلنج

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

انتخابی معرکہ سر ہو چکا جس میں مسلم لیگ ن کو کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ مرکز میں اس کی حکومت قائم ہوا چاہتی ہے۔ نئی حکومت کو بارہ سالہ پُر آشوب دور کے ہاتھوں اجاڑے گئے پاکستان کی نظریاتی، اقتصادی بحالی کا عظیم چیلنج درپیش ہے۔ ملک کی خودمختاری، آزادی اور سلامتی یقینی بنانا ترجیح اوّل ہونا ازبس لازم ہے۔ آگے بڑھنے سے پہلے کچھ سٹاک ٹیکنگ انتخابی مہم کی بھی ضروری ہے۔ ملک بھر میں الاماشاءاللہ اسراف وتبذیر کے جو ریکارڈ توڑے گئے، تقاریر میں عدم سنجیدگی، عامیانہ پن اور عدم برداشت کا جو مظاہرہ کیا گیا وہ مایوس کن تھا۔ ان نازک مراحل میں جس بردباری، خداخوفی، حلم، عجز، تفکر وتدبر کی ضرورت تھی، قومی قیادت میں وہ عنقا رہی۔ بڑے بڑے مجمعوں کا مزاج ایسا رہا گویا ملک سنبھالنے کی نہیں، تھیٹر چلانے یا سرکس کی تیاری ہے۔ انتخابی مہم میں کروڑوں ہر سطح پر اڑائے گئے۔ نوٹ اڑتے پھرے۔ صورت اشتہار قدموں تلے، دیواروں، کھمبوں پر، اخباروں میں (بے پناہ اخراجات کے حامل)، ٹیلی ویژن میں متحرک تصاویر کی صورت۔ ان نوٹوں نے مفلوک الحال ملک کے عوام کی غربت کا جی بھر کا مذاق اڑایا۔ عوام، دسترس سے باہر لٹتی اس دولت کے مظہر جلسوں، ریلیوں میں سوکھے ہونٹ، فاقے سے پچکے پیٹ لیے، دودھ شہد کی نہریں بہانے، عوام کی تقدیر بدلنے کے وعدوں، دعووں کا اعتبار کرنے کی کوشش میں رہے۔ یہ بے رحمانہ، سنگدلانہ اسراف! 77 لاکھ ڈالر کا سونے کا گولڈ اسمتھ بلا اور جنگلے میں بند زندہ شیر اور کہیں کرائے پر رکھے گئے مزید شیر۔ ایک شیر تو پاکستانی سیاست کی تاب نہ لاتے ہوئے مر گیا۔ (یہ شیر ٹینڈے کدو تو کھاتے نہیں ہوں گے۔ ان کی خوراک کتنے انسانوں کا حق مارتی ہوگی؟) اللہ نے بار بار جو تربیت ایک عام مسلمان کو بھی دی وہ یہ ہے اور رشتہ داروں اور مسکینوں اور مسافروں کا حق ادا کرتے رہو۔ فضول خرچی مت کرو۔ فضول خرچ شیاطین کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا ناشکرا ہے۔'' (بنی اسرائیل 26،27) تمام پارٹیاں اور امیدوار کسی نہ کسی درجے میں شیطانی برادری میں ہونے کا ثبوت فراہم کرتے رہے۔ میڈیا پر ایک دوسرے کے پول کھولنے کا جو فریضہ انجام دیا، کہہ مکرنیاں اور فریب دہی کھولی گئی، اس نے عوام کے سامنے بہرحال جمہوریت کا حسن آشکار کر دیا! گندم اگر بہم نہ رسد بھس غنیمت است۔ لہٰذا قوم کو اسی بھس کی روٹی کھانی ہے، اگر مل جائے!

اب بلے لہرانے، شیر دھاڑنے، تیر چلانے کا وقت گزر گیا۔ اب دودھ شہد کی نہریں بہانے کے وعدوں میں رنگ بھرنے کا وقت ہے۔ جوئے شیر و تیشہ و سنگ گراں ہے زندگی! حکومت کو آنکھیں کھول کر یہ حقیقت دیکھنی سمجھنی ہوگی کہ امریکہ کی بے پناہ سرمایہ کاری کے باوجود پاکستان کی اصل شناخت اسلام ہی ہے۔ PEW سروے بتا چکا کہ 84 فیصد پاکستانی نفاذ شریعت چاہتے ہیں۔ یعنی 15 کروڑ پاکستانی۔ لبرلز سیکولر ایک حقیر قلیل اقلیت ہے جو امریکی بیساکھیوں اور خریدے گئے میڈیا کے سر پر قوم کو یرغمال بنائے ہوئے ہے۔ اس حقیقت کا ادراک جتنا جلد ہو اتنا بہتر۔ ورنہ بنگلہ دیش، مصر، لیبیا، شام، یمن کی داستان سامنے ہے۔ سب سے پہلے امن وامان کی بحالی، جس سے صنعت، سرمایہ کاری، معیشت کی بحالی وابستہ ہے، لازم ہے اور یہ امریکی جنگ سے نکلے بغیر ممکن نہیں۔ لہٰذا دلیرانہ، مستحکم فیصلوں کی ضرورت ہے۔ امریکی جنگ میں جھونکی فوج کو واپس بلائیے۔ طالبان سے مذاکرات کیجیے۔ دھوکہ بازی کے لیے نہیں، اخلاص اور ایمان کی بنیاد پر۔ بھارت سے دوستی، تجارت، مذاکرات ممکن ہیں ہر دن نئے چرکے (ثناء اللہ، عبدالجبار اور بلا اشتعال گولہ باری) اٹھانے کے باوجود، اپنے تمام تر مفادات پانی، بجلی، صنعت، زراعت گروی یا بالائے طاق رکھ دینے کے باوجود! کیا مسلمان بھائیوں سے بات ممکن نہیں؟ جو آپ کے ہم وطن بھی ہیں....! ساری دشمنی انہی کے لیے اٹھا رکھی ہے؟ پرو بھارت ہونا گالی نہیں، پرو امریکہ ہونا گالی نہیں، پرو طالبان ہونا گالی ہے؟ یہ امریکی گالی ہے جو صرف ڈالر خور شکم کی گہرائی سے اٹھتی ہے۔ اب امریکہ نوازی اور بھارت نوازی دونوں پر بریک لگائیے۔ بلوچستان میں امن کی بحالی اور ان کے حق کی ادائیگی، مظلوموں کی دادرسی اہم ترین چیلنج بھی ہے اور فریضہ بھی۔ اسے امریکی بھارتی مفادات کی بھینٹ چڑھنے سے بچائیے۔ یہ ان کا برادرانہ حق بھی ہے اور پاکستان کے استحکام کی اولین ضرورت بھی۔ پختونخوا اور بلوچستان کو جنگ وجدل کی بھینٹ چڑھانا امریکیوں کی عین ضرورت ہے۔ ہمیں فی الفور اس سے نکلنا ہے مضبوط فیصلوں کے ذریعے۔ پوری قوم یک زبان ہو کر ساتھ دے گی۔ 85 ارب ڈالر اور پچاس ہزار جانوں کے نقصان کے بعد بھی کوئی گنجائش باقی ہے؟

عوام کے لیے بجلی گیس کی فراہمی، صنعتوں کی بحالی، روزگار کی فراہمی کی منصوبہ بندی فوری توجہ طلب ہے۔ بلٹ ٹرین ہماری ضرورت نہیں۔ بلٹ (Bullet) کو روکیے اور ٹرین سروس بحال کیجیے جو عوامی اور دفاعی نقطۂ نظر سے قومی ضرورت ہے۔ پی آئی اے کی سانسیں درست کیجیے۔ ہچکولے لیتے جہاز اور دھکا سٹارٹ مضمحل نظام کو دوبارہ لاجواب، باکمال بنانے کی ضرورت ہے۔ فضائیہ کے جہازوں کا قبلہ درست فرمائیے۔ اپنے ہی ملک کو بمباریوں کا نشانہ بنانے کی بے رحمانہ، عاقبت نااندیش پالیسی کو فل سٹاپ لگائیے۔ امن بحال ہو جائے گا ہر جگہ۔

تعلیم کا میدان بھی بذریعہ یو ایس ایڈ امریکی چراگاہ بنی پڑی ہے۔ نصاب کو قومی امنگوں، ملی تقاضوں اور ایک اسلامی مملکت کے شایانِ شان بنانے کے لیے بارہ سالہ حماقتوں پر نظرثانی کرنی ہوگی۔ پاکستان امریکی کالونی نہیں جو نصاب اس کی ڈکٹیشن پر بنائے جائیں۔ امریکہ، کینیڈا، یورپی اداروں کی جانب سے اساتذہ کے لیے ورکشاپوں، بیرونی دوروں پر پانی کی طرح پیسہ بہایا گیا ہے۔ نصاب اور مغرب زدگی کی تربیت نے ہماری نوجوان نسل کو اپنی تاریخ کے شاندار ابواب، اپنے

مشاہیر، اقدار و روایات سے محروم کر رکھا ہے۔ تعلیمی معیار کی بجائے اختلاط، رقص و سرود اور بے حیائی کی ترویج ملک کے تعلیمی نظام کو دیمک بن کر چاٹ گئی ہے۔ کالج یونیورسٹیاں تعلیمی ادارے کم اور عشق گاہیں، رقص گاہیں زیادہ بن چکی ہیں۔ ملک کو درپیش گھمبیر حالات کے پیش نظر کالجوں میں این سی سی، فرسٹ ایڈ کی تربیت ازسرنو بحال کی جائے اور تعلیمی معیار پر تمام تر توجہ مرکوز کی جائے۔ ڈاکٹر عبدالقدیر خان کی صلاحیتوں سے فائدہ اٹھایا جائے۔ الیکشن کی دھول بیٹھ جائے تو اگر واقعی ملک وملت سے وفاداری ہے تو سر جوڑ کر حزب اقتدار و اختلاف کی مغربی جمہوری تفریق سے بالاتر ہو کر تعمیر نو اور آزادیٔ نو کے لیے کام کیا جائے۔

اسی چیلنج کا ایک اہم اور نازک حصہ کراچی کو اس آسیب سے آزاد کروانا ہے جو اس شہر کی خوشیاں، امن و امان چاٹ گیا ہے۔ انتخابات میں کراچی کے نتائج اور دھاندلی بارے اہم جماعتوں کا بائیکاٹ، احتجاج اور دھرنا فوری توجہ کا طلبگار ہے۔ لندن کی راجدھانی سے نہایت دھمکی آمیز خطاب بھی توجہ طلب ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ تمام متاثرہ جماعتیں یک زبان، یک جان ہو کر ایک مرتبہ اتحاد و اتفاق سے اس فضا کو درست کرنے کے لئے پورا زور لگا ڈالیں۔ کراچی کو خوف، دہشت کی حکمرانی سے نجات دلانے کا یہ بہترین موقع ہے۔ ملک کی تعمیر و ترقی کراچی کی بحالی سے وابستہ ہے۔ اس نئے دور میں علماء رہنمائی کا فریضہ انجام دیں۔ اسلام سے منہ موڑ کر، اپنی شناخت بھلا کر آپ حقیقی فلاح کی راہ پر ایک قدم بھی نہیں اٹھا سکتے۔

سبق پھر پڑھ صداقت کا، شجاعت کا، عدالت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

☆☆☆

تنظیمی اطلاع

مقامی تنظیم "جاتلاں" میں ظفر اقبال کا بطور امیر تقرر

ناظم حلقہ پنجاب پوٹھوہار کی جانب سے مقامی تنظیم جاتلاں میں تقرر امیر کے لئے موصولہ اُن کی اپنی تجویز اور رفقاء کی آراء کی روشنی میں امیر محترم نے مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 2 مئی 2013ء میں مشورہ کے بعد جناب ظفر اقبال کو مقامی تنظیم کا امیر مقرر فرمایا

بنجارہ

نورا کینہ قاضی

یہ 1966ء کا سال تھا۔ کوئٹہ میں بلوچستان کے واحد گرلز کالج میں سال دوئم اردو ادبیات کی کلاس میں نظیر اکبر آبادی کا مشہور و معروف ''بنجارہ نامہ'' پڑھایا جا رہا تھا اور اس مصرع پر ''سب ٹھاٹ پڑا رہ جاوے گا جب لاد چلے گا بنجارہ'' کی تکرار پر ساری کلاس سر دھن رہی تھی کہ پروفیسر صاحبہ نے ایک دم سوال کر ڈالا: ''کیا لاد چلے گا بنجارہ؟'' ایک چلبلی طالبہ نے برجستہ جواب دیا: ''مس گدھے کو!'' کلاس میں بے ساختہ قہقہے گونج اٹھے۔ پروفیسر صاحبہ بھی مسکرائے بغیر نہ رہ سکیں لیکن بعد میں انہوں نے بنجارے اور اس کے لاد چلنے کی جو وضاحت کی اس نے ہمارے رونگٹے ہی کھڑے کر دیئے۔ لیکن ایک تو وہ نوعمری کا زمانہ تھا جس میں ایسی باتوں کا اثر یا تو ہوتا نہیں یا کم ہی ہوتا ہے۔ دوسرے ان باتوں کی قرآن اور حدیث اور عبرت ناک واقعات کی روشنی میں تفہیم طبیعت یا فطرت میں تبدیلی یا تغیر پیدا نہیں کرتی کہ اس عمر میں رنگا رنگ مشاغل مثلاً سیر سپاٹے، رنگا رنگ فیشن، گپ بازیاں، گیت، گانے، فلمیں سب کو چھوڑ کر فکر آخرت کو دل میں گھسا کر شرعی پردے کے ساتھ نماز، روزے، نیکی، تقویٰ و راستی کی زندگی اختیار کر لی جائے۔ لیکن کچھ لوگ واقعی ایسے ہوتے ہیں جنہیں جوانی ہی میں ہدایت کی توفیق مل جاتی ہے اور ان کی زندگیاں صحیح اسلامی سانچے میں ڈھل جاتی ہیں۔ انہیں مبارک لوگ کہنا چاہیئے۔

زمانہ طالب علمی کے بعد جو زندگی کا سفر شروع ہوا تو اس نے بنجارہ نامہ تقریباً بھلا ہی دیا۔ اس میں پنہاں انذار تنبیہات بھی لوح حافظہ سے مٹ گئیں۔ عرصۂ دراز بعد اب جب قبر میں پاؤں لٹکائے بیٹھی عمر میں ''بنجارہ نامہ'' پھر نظروں سے گزرا تو اسے محض ایک پُرلطف و پُرمزاح نظم کے طور پر پڑھنے کی بجائے اس کے ایک ایک لفظ، سطر، مصرع کو دلچسپی کی بجائے نہایت توجہ سے کھوجتی کریدتی عمیق غوطہ زن نظروں سے پڑھنا شروع کیا۔ جوں جوں میں پڑھتی گئی، قلب و ذہن کی عجیب حالت ہوتی گئی۔ اس وقت مجھے معلوم ہوا کہ ''جب لاد چلے گا بنجارہ'' کا کیا معنی و مفہوم تھا اور اس میں بنجارہ کسے کہا گیا ہے اور ''لاد چلنا'' کا کیا مطلب ہے۔

ہمارے ہاں بنجارے بالعموم خانہ بدوشوں کو سمجھا جاتا ہے، جن کا نہ کوئی ملک ہوتا ہے نہ وطن۔ اللہ کی ساری زمین ان کے لئے کھلی ہوتی ہے جس میں وہ مسلسل سفر کرتے رہتے ہیں۔ جہاں کہیں مویشیوں کے لئے گھاس پانی دکھائی دیا وہاں رک گئے، خیمے گاڑے، کچھ اپنے کھانے اگانے کا انتظام کیا، کمائی کی، پھر تھوڑے عرصہ بعد خیمے اکھاڑے، مال و اسباب سمیٹا اور آگے چل پڑے۔ یونہی رُکتے، سفر کرتے، ان کی زندگی تمام ہوتی ہے۔

یہاں نظیر اکبر آبادی کے ''بنجارہ نامہ'' کے بنجارے کی شخصیت خاصی پُراسرار اور معنی خیز دکھائی دیتی ہے۔ شاید یہاں یہ فرشتہ اجل کو کہا گیا ہے جس کے آتے ہی کاروبار زندگی تمام ہو جاتا ہے اور انسان اپنے اعمال کی گٹھڑی کے ساتھ اپنے رب کے حضور حاضر ہونے کے لئے روانہ ہو جاتا ہے۔ اسی کو ''لاد چلنا'' کہتے ہیں۔ اپنے رب کے حضور حاضر ہوتے ہوئے یا قبر میں جاتے ہوئے انسان بالکل تنہا ہوتا ہے۔ مال و متاع، آل اولاد، اعزہ و اقارب، املاک و جائیداد سب دنیا میں رہ جاتے ہیں۔ صرف اعمال ہی ہوتے ہیں جو اس کے ساتھ جاتے ہیں۔ سزا اور جزا کا انحصار اپنے نیک یا بد اعمال پر ہے۔ قبر جو آخرت کی پہلی منزل ہے انہی نیک یا بد اعمال کی بدولت یا تو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا

جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا۔ اگر یہ کہا جائے کہ بنجارہ نامہ لکھ کر نظیر اکبر آبادی نے ایک مصلح ناصح کا حق ادا کیا ہے تو غلط نہ ہوگا۔

اس دنیا کو اللہ تعالیٰ نے کوئی کھلنڈرے کا کھلونا بنا کر نہیں پیدا کیا۔ نہ انسان کو شتر بے مہار ہی بنا کر چھوڑا ہے کہ جو چاہے کرتا پھرے، اس پر کوئی روک ٹوک نہیں۔ اسے اللہ نے با اختیار مخلوق بنایا ہے کہ وہ نیکی اور بدی میں تمیز کرے، آخرت میں جوابدہی کا احساس کرے۔ یہی وہ سب سے بڑی بات ہے جسے انسان اب بھولتا جا رہا ہے۔ یہودیوں کی حق کی مخالفت، دنیا پرستی اور زر پرستی مشہور ہے۔ افسوس کی بات ہے آج مسلمان بھی یہودیوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اب دنیا کو ہی سب کچھ سمجھنے لگے ہیں۔ اپنے اور اپنی اولاد کے لئے زیادہ سے زیادہ مال و دولت اکٹھی کرنے کی حرص اور لہو ولعب کی زندگی نے انہیں قبر اور آخرت بھلا دی ہے۔

مسلمانوں کے ایسے اخلاقی وتمدنی بگاڑ کی ذمہ داری آخر کس پر عائد ہوتی ہے؟ عالم اسلام پر اگر ایک گہری نظر ڈالی جائے تو اس کا تسلی بخش جواب مل جاتا ہے۔ چند ایک کو چھوڑ کر اکثر مسلمان ممالک میں یا تو موروثی بادشاہتیں ہیں یا موروثی آمریتیں۔ جمہوریتیں ہیں تو جمہوریت کا مضحکہ اڑاتی ہوئی۔ حکمران ہیں تو سخت بدعنوان، بددیانت، خوف خدا سے عاری، دنیا کے پجاری، بظاہر خوش پوش جامہ زیب مگر اندر سے گلے سڑے پُر تعفن ڈھانچے جنہیں عوام کے مسائل، دکھوں، مصائب وآلام کی کوئی فکر نہیں، بلکہ جو فکر انہیں دن رات گھلاتی رہتی ہے وہ یہ ہے کی اپنے زمانہ اقتدار میں وہ کس حد تک ملکی وسائل کو لوٹ کھسوٹ سکتے ہیں، کتنی دولت جمع کر سکتے ہیں، کتنی جائیدادیں بنا سکتے ہیں۔ ابھی انڈونیشیا، الجزائر، تیونس، لیبیا کے سابق حکمرانوں کی لوٹ مار کے جو اعداد و شمار نظروں سے گزرے ہیں تو رونگٹے ہی کھڑے ہو گئے ہیں۔ یہ حکمران جانے کس منہ سے روز قیامت اللہ کے سامنے حاضر ہوں گے۔ اور ہمارے حکمران بھی جن کی آئے دن کی بدعنوانیوں کے قصوں سے اخبارات سیاہ ہوتے ہیں۔ جب حکمران ایسے ہوں گے تو عوام کیسے ہوں گے؟ عوام کے سامنے ظاہر ہے اپنے حکمرانوں کی مثال ہوتی ہے۔ لہٰذا وہ وہی کچھ کریں گے جو ان کے حکمران کر رہے ہوتے ہیں۔ انہیں بھی حرام کمانے، ملکی وسائل کی لوٹ مار میں ہاتھ رنگنے، اپنے اخلاق و کردار کو بگاڑنے اور ہر معاشرتی برائی میں غرق ہونے میں کوئی ہچکچاہٹ نہ ہوگی۔ ان کے دلوں سے بھی خوفِ خدا اور مواخذۂ آخرت کا خوف نکل جائے گا۔ دنیا ہی ان کے لئے سب کچھ بن جائے گی۔ ہمارے ملک میں یہی کچھ ہو رہا ہے۔ ان حالات میں اگر کوئی صاحب کردار و تقویٰ خوفِ خدا اور آخرت کی باتیں کرے تو اسے بے وقوف قرار دے دیا جاتا ہے۔ حالانکہ ایسی باتیں کرنے والے بخوبی جانتے ہیں کہ انہوں نے بھی بالآخر قبر میں ہی جانا ہے، ان سے بھی دنیا میں کیئے کرائے کا حساب ہوگا۔ پھر بھی انہیں راستی اور ہدایت کی توفیق نہیں ہوتی۔

یہاں عہد نبویؐ کے ایک واقعہ کا ذکر بے محل نہ ہو گا کہ ایک جنگ کے دوران ایک صاحب بے حد بہادری اور شجاعت کے جوہر دکھا رہے تھے۔ صحابہ کرام ؓ نے آنحضور ﷺ سے ان کی تعریف کی تو آپؐ نے فرمایا: ”اس شخص نے جو چادر اوڑھ رکھی ہے یہ اس نے مالِ غنیمت سے چرائی ہے، یہ آخرت میں آگ کی چادر بن کر اس کے جسم سے لپٹی ہوئی ہوگی۔ اگر ایک معمولی سی چادر کے مسلمانوں کے امانت خانے سے چوری پر یہ وعید آئی ہے تو مسلمانوں کے مال سے بڑے بڑے محلات کھڑے کرنے، جائیدادیں بنانے، مال و دولت جمع کرنے والوں کا روز آخرت کیا حشر ہوگا؟ اور ان کے حوارین کا بھی جو ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ہر قسم کی لوٹ کھسوٹ اور بدعنوانی میں غرق اندھا دھند دولت کے انبار جمع کرتے اور وسیع و عریض جائیدادیں اندرون وبیرون ملک خریدتے چلے جا رہے ہیں، اور عوام کے ان طبقات کا بھی جنہوں نے اپنے حکمرانوں کی تقلید میں نیک و بد کی تمیز بھلا دی۔ فکر آخرت سے بے نیاز یہودیوں کی طرح دنیا کے کتے بن کر صرف مال و دولت، جاہ و اقتدار کے حصول کو ہی اپنا مقصد حیات بنا لیا، قذاق اجل دن رات نقارہ بجا رہا ہے ـــــ بنجارہ لاد چلنے کو تیار کھڑا ہے۔

ابھی وقت ہے کہ اجتماعی توبہ کر لی جائے۔ اپنی زندگیاں صحیح اسلامی سانچے میں ڈھال لی جائیں۔ رب کو راضی کرنے کی کوشش کی جائے۔ یہی راہِ نجات ہے۔

☆☆☆

بقیہ: شیر شاہ سوری

علاوہ بریں، امدادی قلعوں کا سلسلہ شمالی پنجاب میں سیالکوٹ کے قریب مان کوٹ تک اور وہاں سے نگرکوٹ تک جال کی طرح پھیلا ہوا تھا۔ انہوں نے اہم فوجی مقامات پر متعدد قلعے تعمیر کرائے، جن میں سے قلعۂ رہتاس نو (پنجاب میں)، قلعۂ شیر گڑھ (قنوج میں) قلعہ بھیس کنڈلی (بہرہ کھنڈ میں)، قلعہ شیر کوہ (کوہستان بہرہ کھنڈ میں) اور دریائے جمنا کے کنارے دو قلعے خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔

مارشمین کے نزدیک مسلمان حکمرانوں میں سلطان شیر شاہ پہلا حکمران ہیں، جنہوں نے ڈاک کا انتظام سواریوں کے ذریعے کیا۔ شیر شاہ نے تین ہزار چار سو گھوڑ سوار خبر رسانی کے لیے مامور کیے تھے، جن کے ذریعے بنگال، مالوہ، راجپوتانہ، پنجاب وغیرہ کے علاقوں سے روزانہ خبریں پہنچتی تھیں اور ان کے مطابق مرکزی حکومت سے ضروری احکام فوری طور سے صادر کیے جاتے تھے، جاسوسوں کے ذریعے اس امر کی نگرانی بھی کی جاتی تھی کہ عمال وحکام قوانین کی کس طریقے سے اور کس حد تک تعمیل کرتے تھے۔ شیر شاہ نے ہر تحصیل اور ضلع میں وقائع نگار اور سوانح نگار مقرر کیے تھے۔ خفیہ اور علانیہ ذرائع خبر رسانی کا تمام ملک میں جال بچھا ہوا تھا، جس کی وجہ سے انتظامیہ کی کارکردگی قریب قریب مثالی حیثیت اختیار کر چکی تھی۔

شیر شاہ میں قوتِ اختراع بہت زیادہ تھی۔ سرکاری گھوڑوں کو داغنے کا رواج اور قانون بھی اس کی اختراع ہے۔ اس قانون داغ سے مروجہ بدعنوانیوں کا سد باب ہو گیا۔ سکے کی اصلاح کا فخر بھی اسے حاصل ہے۔ اس نے قانون مسکوکات کے اسقام و تناقضات کو دور کیا اور ملک میں چاندی کی اصل قیمت کے مطابق تقریباً ایک تولے کا سکہ چلایا اور اس کا نام ”روپیہ“ رکھا (950ہجری/1543ء) آج بھی برصغیر میں یہی نام چلتا ہے۔

علاؤالدین خلجی کے قانون کو اس نے زندہ کیا۔ اکبر کا قانون، علاء الدین خلجی اور شیر شاہ کے قانون کا مجموعہ سمجھا جاتا ہے۔ مؤرخین شیر شاہ کی تعریف اس لیے زیادہ نہ کر سکے کہ سلاطین مغلیہ کے مورث ہمایوں نے اس سے زک اُٹھائی تھی۔ چنانچہ اُسے باغی اور غاصب کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، لیکن اس کی خوبیاں اور کارگزاریاں حالات سے مستنبط ہیں۔ 22 مئی 1545ء میں بارود خانہ کے اچانک پھٹ جانے سے وفات پائی۔ (اس مضمون کی تیاری میں ”اُردو دائرۂ معارف اسلامیہ“ سے مدد لی گئی ہے۔)

بانیانِ پاکستان کیسا پاکستان چاہتے تھے؟

نظریہ وتصورِ پاکستان‘ جس کا نقشہ بانیٔ پاکستان قائداعظم کے معتمد ساتھی نواب بہادر یار جنگ نے اُن کی موجودگی میں ایک ایمان افروز تقریر میں کھینچا

انتخاب ابوا کرام

برصغیر پاک وہند کے مسلم اکثریتی خطوں پر مشتمل آزاد اور جداگانہ مملکت قائداعظم محمد علی جناح اور اُن کے ساتھیوں نے اللہ کی نصرت کے سہارے اور یہاں کے مسلمانوں کی بھرپور تائید وحمایت سے جبکہ ہندو اور انگریز سے قانونی جنگ لڑ کر حاصل کی۔ قیام پاکستان کا اصل محرک دو قومی نظریہ تھا‘ جس کا مطلب یہ تھا کہ برصغیر میں ایک قوم آباد نہیں، بلکہ ہندو اور مسلمان دو مختلف قومیں بستی ہیں جو بالکل جداگانہ تشخص کی حامل ہیں۔ اُن کی پیدائش‘ وفات‘ شادی بیاہ‘ کھانا پینا، عبادت یہاں تک کہ ایک دوسرے کے مشاہیر بھی ایک دوسرے سے یکسر مختلف ہیں۔ لہٰذا بانیٔ پاکستان نے یہ مطالبہ کیا کہ مسلمانوں کے لیے ایک الگ خطۂ زمین ہو‘ جس میں وہ اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگیاں اسلام کے مطابق گزار سکیں۔ قیام پاکستان کی اصل غرض وغایت عہد حاضر کی مثالی اسلامی ریاست کا قیام تھا‘ جس میں اسلام کے اصول اخوت اور عدل ومساوات کو اپنی بہاریں دکھانے کا موقع مل سکے۔ اِسی عظیم مقصد کے لیے مسلمانوں نے درۂ خیبر تا راس کماری ’’پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الٰہ الا اللہ‘‘ کا نعرہ لگایا تھا، اور اِسی کی خاطر انہوں نے آگ اور خون کے دریا عبور کیے۔ لاکھوں گردنیں تن سے جدا ہوئیں‘ عصمتیں پامال ہوئیں۔ اسی حقیقت کو ثابت کرنے کے لئے ہم ذیل میں قائداعظم کے ایک معتمد ساتھی نواب بہادر یار جنگ کا ایک ایمان افروز خطاب شائع کر رہے ہیں‘ جو انہوں نے دسمبر 1943ء میں قائداعظم کی موجودگی میں آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس منعقدہ کراچی میں کیا۔ اس خطاب میں پاکستان کے اساسی نظریہ‘ پاکستان کے نظامِ تعلیم‘ نظامِ اقتصادیات اور آئین ودستور کے قرآن وسنت کے تابع ہونے کا واشگاف الفاظ میں ذکر کیا گیا ہے، اور یہ بات صاف لفظوں میں واضح کی گئی ہے کہ مکروفریب کی سیکولر سیاست طالبان و بانیان پاکستان کی سیاست نہیں ہوسکتی۔ یہ خطاب جہاں ایک طرف سیکولر اقلیت کے روز افزوں جوٹے پروپیگنڈے کا مؤثر جواب ہے‘ تو دوسری طرف نئی مسلم لیگی حکومت کو نفاذ اسلام کی بنیادی ذمہ داری کی یاددہانی کراتا ہے جس کے لیے یہ ملک حاصل کیا گیا تھا۔ نیز اِس خطاب سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ پاک سرزمین کو سیکولرازم اور مکروفریب کی آلائشوں سے پاک کرنے کے لیے پہلے خود پاک یعنی حقیقی مسلمان بننے کی ضرورت ہے جس کا واحد راستہ کتاب اللہ کی پیروی اور اتباعِ رسولؐ ہے۔ (ادارہ)

صبحِ امید

برادرانِ ملک! مسلم لیگ کا اجلاس ہو چکا اور حسب روایت قدیم میں آپ کو مخاطب کرنے کھڑا ہوا ہوں۔ اس اجلاس کو میں مسلم لیگ کی زندگی کا نیا باب تصور کرتا ہوں اور اس کی منظور کردہ چھ میں سے تین قراردادیں میرے نزدیک سب سے زیادہ اہمیت رکھتی ہیں یعنی کونسل آف ایکشن کی قرارداد، پنج سالہ پروگرام بنانے والی کمیٹی کی قرارداد اور نئے الیکشن کے مطالبہ کی قرارداد۔ آخرالذکر کے متعلق کوئی گفتگو نہیں کروں گا۔ صرف اسی قدر کہنا کافی تصور کرتا ہوں کہ میرے احباب، سرفضل حسین کی روح پرفتوح کے لیے چاہے کتنے شکرگزار ہوں پھر بھی اگر نئے الیکشن ہوئے تو بقول غالب ؎

بھرم کھل جائے ظالم تیرے قامت کی درازی کا
اگر اس طرۂ پُر پیچ وخم کا پیچ وخم نکلے

مجھے دوسری دونوں قراردادوں کے متعلق گفتگو کرنی ہے۔ میں ان قراردادوں کو دورِنو کا آغاز، صبحِ اُمید کا نشان تصور کرتا ہوں، مسلم لیگ کے مستقبل کی درخشانی کی علامت سمجھتا ہوں اور داغ کے الفاظ میں اپنے قائد سے یہ کہنے کی اجازت چاہتا ہوں: ؎

تیور ترے اے رشکِ قمر دیکھ رہے ہیں
ہم شام سے اندازِ سحر دیکھ رہے ہیں

حضرات! مسلم لیگ کا احیاء اور ترقی ایک فطری ترقی ہے جو بتدریج اور بہ استقلال عمل میں آئی اور آئندہ بھی جاری رہے گی۔ اس نے ہماری سیاسی حیات کو اچانک اور یکدم منقلب نہیں کیا بلکہ آہستہ آہستہ ہمیں منزل کی طرف بڑھایا، تاکہ ہمارا قدم آگے بڑھے اور ہم پیچھے نہ ہٹنے پائیں۔

دوقومی نظریہ

جس وقت قائداعظم نے لیگ کی زمام اپنے ہاتھوں میں لی، ہمارے دماغوں پر مختلف باطل تصورات چھائے ہوئے تھے۔ برادرانِ وطن نے بہ انداز دوستی ہم کو یقین دلایا کہ ہم دس کروڑ کی تعداد میں ہونے کے باوجود ہندوستان میں ایک اقلیت ہیں۔ دس کروڑ کی تعداد رکھنے والی کوئی جماعت اقلیت نہیں کہلا سکتی۔ تم ایک قوم ہو، مستقل قوم، جس کا خمیر اقوامِ عالم سے بالکل مختلف اور جدا ہے، جس کی بنیاد جغرافیہ اور نسل ورنگ کی ادنیٰ تفریقات سے بالاتر ہے۔ جب مسلمانوں میں یہ خیال عام ہوگیا کہ ہم ایک اقلیت نہیں، ہم ایک مستقل قوم ہیں تو انہوں نے ہمیں سمجھایا کہ جس ملک میں دو قومیں آباد ہوں اور دونوں کے مذہبی اور ثقافتی تصورات میں بعدالمشرقین ہو تو اس ملک میں جمہوریت صحیح طرزِ حکومت نہیں ہوسکتی۔ جب اس نظریئے نے بھی مسلم عوام کے قلوب میں جگہ پیدا کر لی تو قائداعظم نے اقبال کے خواب کو شرمندۂ تعبیر کیا اور ہندوستان کے شمال مشرقی اور شمال مغربی علاقوں میں آزاد مسلم ریاستوں کا مطالبہ کیا جس کو اب عرفِ عام میں پاکستان کہتے ہیں۔

نعرۂ جنگ

آج سے تین سال پہلے خود ہم سے بہت سے لوگ یہ کہتے تھے کہ مسلم لیگ کا مطالبہ پورا نہ ہوسکے گا، لیکن اب موجودہ حالات نے پاکستان کے عنقریب حاصل ہونے کا یقین پختہ کر دیا ہے۔ مسلمان زیادہ سے زیادہ اس مطالبہ سے وابستہ نظر آرہے ہیں۔ اب وقت آگیا ہے کہ مسلم لیگ اس جنگ کی تیاری کا آخری قدم اٹھائے۔ اس نے دہلی میں حکومت برطانیہ کو آخری تنبیہ کی اور آج آل انڈیا مسلم لیگ نے کونسل آف ایکشن کی تجویز پاس کر کے اس عزم کا اظہار کیا کہ اگر پاکستان سیدھے ہاتھوں اور صلح وآشتی سے نہیں مل رہا ہے تو ہم یہ بزورِ بازو حاصل کریں گے۔

حضرات! وہ قائد یا سپہ سالار جس کے سپاہی مفلوج وناکارہ ہوں، کسی مہم کو کامیابی کے ساتھ سر نہیں کرسکتا۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ نعرۂ جنگ بلند کرنے سے پہلے اپنی فوجی طاقت کا اندازہ کر لے۔ یہ کونسل آف ایکشن اس لیے مقرر کی گئی ہے کہ وہ ہر ایک صوبے میں نہ صرف اپنی طاقت کا اندازہ کر لے بلکہ نئی طاقت پیدا کرے اور اس کو اس دن کے لیے تیار کرے جب قائد کی طرف سے کوچ کا حکم ملے۔

میدانِ کارزار

مسلمانانِ ہند! جلسوں کا منعقد کر لینا، تجاویز پاس کر لینا، تقریریں کرنا، تقریریں سننا کسی قوم کی زندگی میں انقلاب پیدا نہیں کرسکتا۔ جہاں تک آپ کے ذہن اور فکر کی تربیت کا تعلق تھا، وہ منزل گزر چکی۔ اب عمل اور صرف عمل کا وقت ہے۔ اگر آپ اس کی طاقت نہیں رکھتے تو پاکستان کا مطالبہ کر کے اس کو ذلیل نہ کیجئے۔

قائداعظم! آپ مایوس نہ ہوں۔ آپ کے دوست اور پرانے ساتھی حضرت اقبال نے شاید آپ ہی سے مخاطب ہو کر کہا ہے:

اے رہبر فرزانہ مایوس نہ ہو ان سے
کم ہوش تو ہیں لیکن بے ذوق نہیں راہی

ممکن ہے آپ کو اس طبقے سے آپ کے کام کے آدمی نہ ملیں جس کو اعلیٰ طبقہ کہتے ہیں، لیکن آپ کی قوم جانباز سپاہیوں سے خالی نہیں ہے۔

قائداعظم! آپ کے ایک ادنیٰ سپاہی کی حیثیت سے اجازت دیجئے کہ سب سے پہلے میں اپنے آپ کو پیش کروں۔

قائداعظم! وہ دن میرے لیے عید کا دن ہوگا جس دن ملت محمدیؐ کے راستے میں اپنے گرہ کی آخری پائی اور اپنے خون کا آخری قطرہ نچھاور کر کے فخر وناز کروں گا اور جس دن میرا جسم زخموں سے چور ہوگا۔ (مجمع سے فلک شگاف نعرے بلند ہوئے کہ ہم آپ کے ساتھ ہیں) اس قدر جلد فیصلہ نہ کیجئے۔

ہم بنیاد کے پتھروں کو چاہتے ہیں

میں نے اپنے جس عزم کا اظہار آج کیا ہے وہ میرے بارہ سال کے شبانہ روز غور وفکر کا نتیجہ ہے۔ میں نے اس کی تیاری کی اور اس پر عمل بھی شروع کر دیا ہے۔ جاؤ اپنی بیویوں کے تابناک چہروں کو دیکھو، اپنے بچوں کی مسکراہٹ کو، اپنی زندگی کی ہر خوشی کو آنکھوں کے سامنے رکھ کر فیصلہ کرو، اپنی تجارت اور ذرائع معیشت کی ساری تباہیوں کا بغور تصور کر کے ایک مرتبہ تصفیہ کرو۔

مسلمانو! وہ فیصلے جو جوش کے عالم میں دوسروں کی تقلید میں کر دیئے جاتے ہیں، بسا اوقات آنی اور اسی لیے فانی ہوتے ہیں۔ آج ہمیں ان کی ضرورت نہیں ہے جو شجر ملت پر پھول بن کر مہکنا چاہتے ہوں اور پھل بن کر کام ودہن کو شیریں کرنا چاہتے ہوں۔ ہمیں ان کی ضرورت ہے جو کھاد بن کر زمین میں جذب ہوتے ہیں اور جڑوں کو مضبوط کرتے ہیں جو کسی اور پانی میں مل کر رنگین پھول پیدا کرتے ہیں، جو محمری ہوتے ہیں اور پھلوں میں لذت وشرینی پیدا کرتے ہیں۔ ہم کو ان کی ضرورت نہیں جو کاخ وایوان کے نقش ونگار بن کر نگاہ نظارہ باز کو خیرہ کرنا چاہتے ہوں۔ ہم ان بنیاد کے پتھروں کو چاہتے ہیں جو ہمیشہ کے لیے زمین میں دفن ہو کر اور مٹی کے نیچے دب کر استحکام عمارت کی ضمانت دے سکتے ہوں۔ میں نے کل کہا تھا اور آج پھر بتا دینا چاہتا ہوں کہ۔

ایسی کوئی دنیا نہیں افلاک کے نیچے
بے معرکہ ہاتھ آئے جہاں تخت جم وکے

پاکستان کا تعمیری لائحہ عمل

حضرات! اس اجلاس کی دوسری خصوصی پلاننگ کمیٹی پنج سالہ پروگرام یا لائحہ عمل مرتب کرنے والی جماعت کا قیام ہے۔ فارسی کا قول ہے ع مردِ آخر بیں مبارک بندہ است۔ آج دنیا میں وہ لوگ بھی جو عالم گیر جنگ کی کشمکش میں مبتلا ہیں اور جس کی فتح وشکست کے متعلق کوئی قطعی رائے قائم نہیں کی جاسکتی، اس وقت جب کہ ان کی کشتی حیات گرداب قضا میں چکر کھا رہی ہے، ساحل کے نقشے تیار کر رہے ہیں، ہر جگہ تعمیر بعد از جنگ کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ ہم نے بھی پاکستان کو اپنے سامنے پا کر اگر پاکستان کے مستقبل، ترقی وخوشحالی کے متعلق سوچنا شروع کر دیا تو حقیقت یہ ہے کہ بہت صحیح قدم اٹھایا ہے۔

پاکستان کا دستوری نظام

حضرات! پاکستان کا حاصل کر لینا اتنا مشکل نہیں تھا، پاکستان کو پاکستان بنانا اور قائم رکھنا مشکل ہے۔ آپ کے قائد نے ایک سے زائد مرتبہ اس کا اعادہ فرمایا ہے کہ مسلمان اپنی حکومتوں میں کسی دستور اور قانون کو خود مرتب کرنے کا حق نہیں رکھتے۔ ان کا دستور مرتب ومتعین ان کے ہاتھوں میں موجود ہے اور وہ قرآن پاک ہے۔ کتنی صحیح نظر اور کتنے صحیح فیصلے ہیں۔ اس حقیقت سے کون انکار کرسکتا ہے کہ ہم پاکستان اس لیے نہیں چاہتے کہ مسلمانوں کے لیے ایک ایسی جگہ حاصل کر لیں، جہاں وہ شیطان کے آلہ کار بن کر ان کی پٹی پر عمل کریں جس پر آج ساری دنیا کار بند ہے۔ ہمارے پاکستان کا یہی مقصد ہے تو کم از کم میں ایسے پاکستان کا حامی نہیں ہوں۔ اس امر سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ ہم پاکستان اس لیے چاہتے ہیں کہ وہاں قرآنی نظام حکومت قائم ہو۔ یہ ایک انقلاب ہوگا، یہ ایک نشاۃ ثانیہ ہوگی، یہ ایک حیات نو ہوگی جس میں خوابیدہ تصورات اسلامی ایک مرتبہ پھر جاگیں گے اور حیات اسلامی ایک مرتبہ پھر کروٹ لے گی۔ پلاننگ کمیٹی آپ کے لیے جو دستوری اور سیاسی نظام مرتب کرے گی اس کی بنیادیں اگر کتاب اللہ اور سنت رسولؐ پر نہیں ہیں تو وہ شیطانی سیاست ہے اور ہم ایسی سیاست سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں۔ (قائداعظم نے زور سے، بڑے جوش سے میز پر مکا مار کر فرمایا 'بالکل درست کہتے ہو')

پاکستان کا تعلیمی نظام

اس پلاننگ کمیٹی کا مقصد یہ ہے کہ وہ مسلمانانِ ہند کو عموماً اور مسلمانانِ پاکستان کو خصوصاً پاکستان میں زندہ رہنے کے قابل بنائے اور پاکستان کے لیے خالص اسلامی نقطۂ نظر سے معاشرتی، تعلیمی، معاشی اور سیاسی نظام عمل مرتب کرے۔ دنیا جانتی ہے کہ دنیا کا کوئی انقلاب عملی صورت اختیار نہیں کرسکتا جب تک پہلے ذہنی حیثیت سے مکمل نہ ہو جائے۔ تاریخ عالم گواہی دیتی ہے کہ ہر انقلاب کو عملی صورت اختیار کرنے سے پہلے ذہنی انقلاب سے گزرنا پڑتا ہے۔ تاریخ انقلاب میں صرف محمدیؐ انقلاب ہی ایک ایسا انقلاب تھا جس نے بائیس برس کی قلیل مدت میں ان دونوں منزلوں کو طے کیا۔ ذہنی انقلاب کے پیدا کرنے کی ایک صورت تو یہی اجتماعات اور محفلیں ہیں لیکن انقلاب کو وجود میں لانے کا مستقلاً اور بنیادی ذریعہ صحیح اور مؤثر تعلیمی نظام کی ترویج ہے۔

ہندوستان کی سب سے بڑی بدبختی یہی تھی کہ یہاں کا تعلیمی نظام اس قوم نے مرتب کیا جو نہ صرف ہندوستان کی سرزمین اور اس کے معاشی ذرائع پر قابض ہونا چاہتی تھی بلکہ اس کے ذہن وفکر پر بھی اپنا قبضہ جمانا چاہتی تھی۔ اس مقصد کے لیے اس نے ہماری تاریخ کو اس انداز سے ہمارے سامنے پیش کیا جس نے ہم میں خود فراموشی کو بڑھایا اور خود اعتمادی کو گھٹایا، جس نے ہماری مشرقی خصوصیات کو فنا کیا اور ہمیں مغربی غلامی کی زنجیروں میں جکڑا۔ ضرورت ہے کہ مستقبل کے لائحہ عمل میں سب سے پہلا مقام تعلیمی نظام کو دیا جائے۔ ایسا تعلیمی نظام جس کی بنیاد کتاب اللہ وسنت رسولؐ پر ہو۔ جس نظام تعلیم سے گزرنے کے بعد مسلمان بچہ اسلامی نظام میں نشوونما پائے تاکہ وہ اپنی عملی زندگی میں

ملت اسلامیہ کی صحیح خدمت انجام دے سکے۔ میں اعلیٰ تعلیم کے مقابلے میں ابتدائی تعلیم کو زیادہ اہمیت دیتا ہوں۔ ابتدائی تعلیم بنیاد ہے جس کی مضبوطی پر عمارت کے استحکام کا انحصار ہے۔ یاد رکھو، قوم کی بدعملی صرف اخلاقی پستی ہی پیدا نہیں کرتی بلکہ اس قوم کی سیاسی غلامی کا سب سے بڑا سبب ہوتی ہے۔ آپ کا فرض ہے کہ آپ اپنے وسائل اس کمیٹی کی کامیابی کے لیے استعمال کریں۔

پاکستان کا معاشی نظام

دوسرا اہم مسئلہ جو اس کمیٹی کے دائرہ کار میں شامل ہوگا، آپ کی معاشی تنظیم کا ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ دنیا کی موجودہ کشمکش سراسر معاشی ہے، جو لڑائی اس وقت لڑی جا رہی ہے، اس کے اسباب پر اگر گہری نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوگا کہ معاشی اور صرف معاشی مسائل اس کی تہہ میں کارفرما ہیں۔

اسلام کا آفتاب دنیا پر اس وقت طلوع ہوا جب ایک طرف دنیا میں سیم وزر کے فلک بوس پہاڑ تھے اور اس کی دوسری طرف نکبت وافلاس کے عمیق غار نظر آ رہے تھے۔ نام نہاد پیشواؤں نے مذہب کو آلہ کار بنا کر بنی نوع انسان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے تھے اور خود ساختہ اصول کے تحت اعلیٰ اور ادنیٰ کا امتیاز قائم کر رکھا تھا۔ شہنشاہیت اور سرمایہ داری کا دور دورہ تھا۔ حضرت محمد ﷺ نے یہ جنبش لب لا الٰہ الا اللہ کہہ کر اس ہلال حق سے باطل کی ساری عمارتوں کو مسمار کر کے تبلیغ وتوحید سے ٹکڑے ٹکڑے کر کے ان غاروں کو بھرا جو افلاس ونکبت نے پیدا کر دیئے تھے۔ انسانیت کی سطح ایک کر دی تھی۔ محمد عربیؐ کی محفل میں ہم بلال حبشیؓ کو ہم دوش ابوبکر صدیقؓ اور عمار و یاسرؓ کو ہم نشین ابن خطابؓ دیکھتے ہیں۔ امتناع سود سے سرمایہ داری کی جڑیں کٹ گئیں۔ وراثت کے قانون نے دولت جمع ہونے کے راستے روک دیئے۔ زکوٰۃ نے اس دولت کو جو کسی نہ کسی طرح ان موانع کی موجودگی میں جمع ہوتی ''جبراً'' تقسیم کر دیا اور ارتکاز دولت کا خاتمہ کر دیا۔ جمع مال کی مذمت اور انفاق فی سبیل اللہ کی تلقین نے مدینہ میں عہد رسالتؐ کے آخری ایام کو مسکین کے وجود سے خالی کر دیا۔ ''الارض اللہ'' کا قرآنی پیغام سنا کر نبی امین ﷺ نے زمین کی ملکیت صرف خدا اور اس کے خلیفہ یعنی اسلامی اسٹیٹ کے لیے مخصوص کر دی۔ نہریں، جنگل، معدنیات وغیرہ یہ سب سٹیٹ کی مشترک ملک قرار پائے اور کسی فرد واحد کو یہ حق نہ رہا کہ ان کے ذریعہ دولت کے ڈھیر جمع کرے۔ زکوٰۃ کے تعلق سے اجمالاً واشارتاً یہ بات ذہن نشین رکھنے کے قابل ہے کہ یہ اسلامی ٹیکس آمدنی پر وصول نہیں کیا جاتا بلکہ سرمایہ سے وصول کیا جاتا ہے اور ان سارے ٹیکسوں سے بڑھ جاتا ہے جو آج ساڑھے تیرہ سو برس کے بعد انسانیت نے اپنی ترقی یافتہ ضرورتوں کو مدنظر رکھ کر وضع کیے ہیں۔ کیا اس نظام کی موجودگی میں کسی اور معاشی نظام کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنے کی ضرورت ہے؟

میں محسوس کر رہا ہوں اور پوری شدت کے ساتھ محسوس کر رہا ہوں کہ روس کی اس جنگ میں انگلستان کے ساتھ شرکت نے ہندوستان کے لیے کیمونزم کی تبلیغ اور دعوت کے دروازے کھول دیئے ہیں اور کیمونسٹ مبلغین کو موجودہ گرانی اور قلت اجناس نے موقع بہم پہنچایا ہے کہ غریبوں کے سامنے روٹی اور کپڑے کا نعرہ بلند کر کے ان کو کیمونزم کی طرف گھسیٹیں۔ میں اپنے نوجوانوں کو ہندو نوجوانوں سے زیادہ اس ''مذہب معاش'' کی طرف متوجہ ہوتا دیکھ رہا ہوں۔ اگر کیمونزم کے معنی صرف یہ ہیں کہ دنیا سے غربت وافلاس کو مٹایا جائے اور ہر انسان کو روٹی اور کپڑا مہیا کیا جائے تو میں اپنے آپ کو سب سے بڑا کیمونسٹ کہہ سکتا ہوں اور اگر اس کے پیچھے یہودی کارل مارکس کا وہ فلسفہ کام کر رہا ہے جس کی بنیاد اللہ تعالیٰ کے انکار پر ہے تو میں کیمونزم سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں۔ اسلام کی بنیاد وجود باری کے عقیدے پر رکھی گئی ہے اور اگر مسلمان اس سے ہٹ رہا ہے تو اسلام سے ہٹ رہا ہے، سیدھے راستے سے ہٹ رہا ہے، خیر سے ہٹ کر تباہی کے غار میں گرنا چاہتا ہے۔ میں اس اجلاس میں اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے پنڈال سے وہ لوگ اُٹھ جائیں جو خدا کے انکار پر اپنے معاشی نظام کی بنیاد رکھتے ہیں، قرآن کے واضح اور اٹل احکامات میں تحریف واضافہ کر کے مسلمانوں کو گمراہ کرنا چاہتے ہیں اور جو روٹی کپڑے کے بدلے مسلمان کا ضمیر اور اس کا ایمان خریدنا چاہتے ہیں۔ (مجمع سے بے پایاں شور بلند ہوتا ہے ''ہم صرف اسلامی نظام چاہتے ہیں'') مجھے یقین ہے کہ ہماری پلاننگ کمیٹی جب پاکستان کے لیے معاشی نظام مرتب کرے گی تو اس کی بنیاد قرآن واسلامی نظام معیشت پر ہوگی۔ (قائداعظم زندہ باد کے فلک شگاف نعرے)

جناب قائداعظم! میں نے پاکستان کو اسی طرح سمجھا ہے اور اگر آپ کا پاکستان یہ نہیں ہے تو ایسا پاکستان نہیں چاہیے۔ (قائداعظم نے مسکراتے ہوئے فرمایا: آپ مجھے قبل از وقت کیوں چیلنج کر رہے ہیں؟) نہیں قائداعظم! میں چیلنج نہیں دے رہا ہوں۔ میں اس چیلنج کے ذریعے آپ کے عوام کو یہ سمجھانا چاہتا ہوں کہ آپ ایسا پاکستان چاہتے ہیں جس کا اس وقت اجمالی تصور پیش کیا گیا ہے۔

نشاۃ ثانیہ

برادرانِ ملت! یاد رکھیے، پلاننگ کمیٹی کا تقرر آپ کی سیاسی زندگی کی نشاۃ ثانیہ ہے۔ وہ قوم جو تعلیمی اور معاشی حیثیت سے آزاد نہ ہو، سیاسی حیثیت سے کبھی آزاد نہیں ہو سکتی۔ تعلیمی اور معاشی غلامی کے ساتھ سیاسی آزادی غلامی کی بدترین قسم ہے۔

اپنی تقریر ختم کرتے ہوئے میں آپ کی توجہ اس امر کی جانب خصوصیت سے مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ پاکستان کا مطالبہ کر کے اگر آپ ایسا ملک چاہتے ہیں جس میں پاک لوگ بستے ہوں تو میرے دوستو! یاد رکھو، کہ جسمانی ناپاکی دور ہو سکتی ہے اور آسانی سے دور ہو سکتی ہے لیکن ذہن وفکر اور قول وعمل کی ناپاکی وہ گندگی ہے جس کو دور کرنے کے لیے اللہ نے انبیاء جیسی ہستیاں پیدا کیں۔ وہ اسی وقت دور ہو سکتی ہے جب نبی کی اتباع کی جائے۔ کیا ان ناپاکیوں میں آلودہ ہو کر جھوٹ کو اپنا شعار بنا کر، مکر وفریب میں مبتلا ہو کر، ظلم واستبداد کو جاری رکھ کر، ہم یہ دعویٰ کر سکتے ہیں کہ ہم پاک ہیں اور اگر ہم ان گندگیوں سے پاک نہ ہوئے اور ہمیں ہندوستان کے دونوں گوشوں میں خود مختار حکومت مل بھی گئی تو کیا وہ پاکستان کہلانے کی مستحق ہوگی؟ پاک بننے کی اس کوشش کو آج سے شروع کرو اور یاد رکھو کہ نہ صرف پاکستان میں رہنے کے لیے پاک بننے کی ضرورت ہے بلکہ پاکستان کے حصول کے لیے بھی پاک بننے کی ضرورت ہے۔ مکر وفریب کی سیاست طالبانِ پاکستان کی سیاست نہیں ہو سکتی۔ آپ کی کونسل آف ایکشن کا سب سے پہلا فریضہ یہ ہوگا کہ پاکستان کی جنگ لڑنے والے سپاہیوں کو آج سے پاک بنانا شروع کر دے۔ مگر یہ حقیقت ہے کہ سپاہی اس وقت تک پاک نہیں ہو سکتا جب تک کہ ایک ایک سپہ سالار پاک نہ ہو جائے۔

(ماخذ: تصور پاکستان بانیانِ پاکستان کی نظر میں، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد 2005ء)

☆☆☆

تنظیم اسلامی کا پیغام
نظام خلافت کا قیام

پاکستان پر امریکی ڈرون حملوں کے خلاف عالمی ردعمل

محمد سمیع

ڈرون حملوں کے بارے میں پرویز مشرف کے حالیہ اعترافی بیان سے ہمارے حکمرانوں کے اس معاملے میں کردار کے بارے میں اب تک جو رپورٹیں ہمیں بیرونی دنیا سے ملتی رہی ہیں ان کی تصدیق ہوگئی ہے۔دنیا میں ہمارا ملک شائد واحد ریاست ہوگی جس کے حکمرانوں نے خود دشمنوں کو اپنے ملک پر جارحیت کی اجازت دی ہے۔

ہمارے ہاں ان ڈرونز حملوں کے خلاف ردعمل سامنے آتا رہا ہے مگر مجھے یاد نہیں پڑتا کہ ہمارے حکمرانوں کی جانب سے سوائے مصنوعی احتجاجی بیانات کے اور کوئی ردعمل ہوا ہو۔اگرچہ چند مذہبی جماعتوں کی طرف سے مظاہرے ہوتے رہے ہیں، لیکن ان کی جانب سے بھی ایک طویل عرصے سے خاموشی سے ایسا لگتا ہے کہ انہیں بھی یہ احساس ہوگیا ہے کہ دنیا میں کمزوروں کی آواز کی کوئی اہمیت نہیں کیونکہ ؎

تقدیر کے قاضی کا یہ فتویٰ ہے ازل سے
ہے جرم ضعیفی کی سزا مرگ مفاجات

لیکن دنیا کا ضمیر بالکل مردہ نہیں ہوا اور اب اس کے مظاہر عالمی سطح پر اس ظلم کے خلاف ردعمل کی صورت میں سامنے آرہے ہیں۔سب سے پہلے تو امریکہ ہی میں حکومتی سطح پر اور اس کے ایوانوں میں اٹھنے والی آوازوں کا جائزہ لیتے ہیں۔

☆امریکی وزیر انصاف ایرک ہولڈر نے کہا ہے کہ حکومت ملک کے اندر دہشت گردوں کو بغیر پائلٹ طیاروں کے ذریعے نشانہ بنانے کا ارادہ نہیں رکھتی۔ اگرچہ نائن الیون جیسے واقعات پیش آنے کی صورت میں ڈرون طیاروں کا استعمال ممکن ہے، تاہم امریکہ دنیا کے کئی علاقوں بالخصوص پاکستان میں ڈرون حملوں کا جو سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہے اس سے اکثر پُر امن شہری ہلاک ہوجاتے ہیں۔یہ غالباً حکومتی سطح پر پہلی بار اعتراف کیا گیا ہے کہ ڈرون حملوں سے پاکستان میں اکثر پُر امن شہری ہلاک ہوتے ہیں۔

☆امریکی رکن کانگریس کیتھ ایلیسن کا کہنا ہے کہ پاکستانی عوام کی جانب سے ڈرون پالیسی کے خلاف ہونے والے احتجاج پر فخر ہے اور وہ پاکستانی عوام کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ امریکہ میں بیٹھے ہوئے لوگ ان کی آہ وزاری سن رہے ہیں اور اس مسئلہ کے حل کی کوشش میں ہیں۔کیتھ ایلیسن امریکی کانگریس کے پہلے مسلمان رکن ہیں جن کا تعلق ریاست منسوٹا سے ہے۔یہ کہا جاسکتا ہے کہ کانگریس کے اس مسلمان رکن کے اس بیان میں اسلامی حمیت کا جذبہ بول رہا ہے۔

☆ امریکی رکن کانگریس کوچی نک نے کانگریس کو بریف کرتے ہوئے کہا ہے کہ حکومت اور سی آئی کا ڈرون حملوں کا جواز حقیقت پر مبنی نہیں۔اس سے دہشگردی میں اضافہ ہورہا ہے۔امریکہ میں تمام جماعتوں کو اس کے خلاف آواز اٹھانی چاہئے۔

☆ امریکی سینیٹر رام پال سمیت 8 سینیٹرز نے کہا ہے کہ صدر اوباما نے قاتل ڈرون پروگرام شروع کر رکھا ہے جس میں بغیر ثبوت لوگوں کو مارا جارہا ہے۔انہوں نے تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ کل کو امریکی شہریوں کے خلاف بھی ڈرون حملوں کا منصوبہ بنایا جاسکتا ہے۔

☆پاکستان میں سی آئی اے کی جانب سے کئے جانے والے حملے بین الاقوامی قوانین کی خلاف ورزی ہیں۔امریکی عوام سے ٹیکس لے کر حاصل کئے جانے والے ڈالرز بے گناہ سویلینز پر استعمال کرنے نہیں دیں گے۔ ان خیالات کا اظہار گلوبل ایکسچینج کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کی رکن اور امریکی سابق کرنل این رائٹ نے ڈیلس میں منعقدہ تقریب میں کیا۔(جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے وہ تحریک انصاف کے عمران خان کی اس ریلی میں شریک تھیں جو ڈرون حملوں کے خلاف نکالی گئی تھی) انہوں نے کہا کہ ہم طالبان کے حمایتی نہیں لیکن طالبان کی آڑ میں بے گناہ افراد کو کسی طور پر مارنے کا اختیار نہیں دیں گے اور اس کے لئے قانونی جدوجہد کے ساتھ احتجاج کرتے رہیں گے۔انہوں نے کہا کہ ان کی قیادت میں 30 امریکی اور ایک کینیڈین شہری نے ڈرون حملوں کے خلاف احتجاجی ریلی نکالی۔انہوں نے یونیورسٹی آف ٹیکساس، امریکہ میں مشرق وسطیٰ امن کانفرنس کے موقع پر ڈرون حملوں پر ایک مقالہ پیش کیا جس میں انہوں نے کہا کہ ڈرون ٹیکنالوجی پوری دنیا میں پھیل رہی ہے جس سے عام لوگوں کو زبردست خطرات لاحق ہیں۔پاکستان میں ڈرون حملے حکومت کی رضامندی سے کئے جارہے ہیں۔امریکی صدر اوباما کو مطلوب افراد کی فہرست دی جاتی ہے اور ان کی اجازت کے بعد ڈرون حملے ہوتے ہیں لیکن ان حملوں میں خواتین، بچے اور عام لوگ بڑی تعداد میں ہلاک ہورہے ہیں جو ایک جرم ہے اور ان کو فوری طور پر بند کیا جائے۔

☆ امریکہ میں انسانی حقوق کے لئے کام کرنے والی تنظیم کے کارکنوں نے امریکی خفیہ ایجنسی سی آئی اے کے ہیڈ کوارٹر کے باہر مظاہرہ کیا۔مظاہرین نے اوباما کو ڈرون صدر قرار دیتے ہوئے کہا کہ اوباما کے دور میں ڈرون حملوں کی تعداد اور اس نتیجے میں بے گناہ شہریوں کی ہلاکت میں بے پناہ اضافہ ہوا ہے۔دہشگردی کے خلاف ڈرون حملوں کے استعمال کے حوالے سے کئی اخلاقی، قانونی اور سیاسی سوالات موجود ہیں۔مظاہرے میں درجنوں افراد نے شرکت کی اور ڈرون حملوں کی پالیسی تبدیل کرنے کا مطالبہ کیا۔

☆ گزشتہ دنوں کیلیفورنیا بارکلے میں ایک ڈیٹا فرم نے نئی تصاویر جاری کی ہیں جس میں پاکستان میں 2004ء میں کئے گئے امریکی ڈرون حملوں کو دکھایا گیا ہے۔تصاویر سے ظاہر ہے کہ غمزدہ افراد بغیر پائلٹ جہاز کے خلاف اقدام پر اتر آئے ہیں جو دنیا بھر میں مشتبہ ''دہشت گردوں'' کے خلاف امریکہ کا بڑا ہتھیار بن چکا ہے۔

☆ نیویارک اور اسٹین فورڈ لاء اسکول کی تحقیقاتی رپورٹ کے مطابق ڈرون حملے امریکی مفادات کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔قبائلی علاقوں میں لوگ ڈرونز سے خوفزدہ ہیں۔بچے تعلیم سے محروم ہیں۔حملوں میں امدادی کارکن بھی مارے جارہے ہیں۔حملوں کے باعث 74 فیصد پاکستانی امریکہ کو دشمن سمجھتے ہیں۔عالمی قوانین کی دھجیاں

اڑ رہی ہیں۔ اس رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ پالیسی کا ازسرِنو جائزہ لیا جائے۔ ڈرون حملوں کو مسترد کر دیا گیا ہے۔ رپورٹ کے مطابق غیر ریاستی مسلح گروپس کو منظم ہونے کا موقع ملا ہے۔ سوال اٹھایا گیا ہے کہ کس قانون کے تحت یہ ڈرون حملے کیے جا رہے ہیں۔ مطالبہ کیا گیا ہے کہ ڈرون حملوں کے نتیجے میں ہلاک ہونے والوں کے بارے میں تحقیقات کرائی جائیں۔ طاقت کے استعمال کے معاملے میں حقوق انسانی اور بین الاقوامی قوانین کا احترام کیا جائے۔

☆ ایرانی ٹی وی کو انٹرویو دیتے ہوئے امریکی مؤرخ اور سیاسی تجزیہ نگار وبسٹر ٹارپلے نے کہا ہے کہ امریکہ ڈرون حملوں اور افغانستان میں اپنی موجودگی کے ذریعے پاکستان کو تقسیم کرنا چاہتا ہے۔ ڈرون حملوں اور افغان جنگ کو جاری رکھنے کا مقصد ہرگز امریکہ کا اپنا دفاع نہیں ہے۔ ڈرون حملے پاکستان میں انتشار کی بڑی وجہ بنے کیونکہ جن علاقوں میں ڈرون حملے کیے جا رہے ہیں ان علاقوں کے عوام یہ سمجھتے ہیں کہ ہماری حکومت امریکہ کو ان حملوں کی اجازت دے کر ہمارے ساتھ غداری کر رہی ہے۔ امریکی حکام نے افغانستان سے سول جنگ پاکستان برآمد کرنے کی کوشش کی، تاکہ پشتونوں، بلوچیوں، سندھیوں اور دیگر گروپوں (جیسے وزیرستان اور دیگر علاقوں کے قبائل) میں انتشار پیدا کر سکے۔ ان اقدامات کا نتیجہ یہ نکلا کہ پاکستان اور افغانستان نے ایک دوسرے پر دہشت گردی اور انتہاپسندوں کی معاونت کے الزامات عائد کرنا شروع کیے جس سے علاقے میں تشدد کو فروغ ملا۔ پاکستانی حکومت واشنگٹن کو حملوں کی اجازت دے کر ملک کے ساتھ غداری کی مرتکب ہوئی ہے۔

امریکہ کے علاوہ دنیا کے دیگر کئی ممالک کی جانب سے بھی ڈرون حملوں کے بارے میں آوازیں اٹھنی شروع ہوگئی ہیں:

☆ لندن کے بیورو آف انوسٹیگیٹو جرنلزم نے ڈرون حملوں میں مارے جانے والوں کے اعداد و شمار اکٹھے کیے ہیں جس کے مطابق صرف پاکستان میں 366 حملوں میں 3581 افراد کو مارا گیا جبکہ ان حملوں میں 884 بے گناہ افراد شامل ہیں اور ان حملوں کا حکم امریکی صدر بارک اوباما نے دیا تھا۔ پتہ نہیں مذکورہ احتجاجی تحریک نے کوئی عملی صورت اختیار کی یا نہیں کیونکہ ہمارے میڈیا میں اس کے بعد کی پیشرفت کا کوئی تذکرہ نہیں ہوا۔

☆ پاکستان کے دورے پر آئے ہوئے چین کی عوامی مشاورتی کمیٹی برائے خارجہ امور چاؤ چنگ اخبار جنگ سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ ڈرون حملوں کے بارے میں پاکستان کے موقف کی ہم تائید کرتے ہیں۔ کسی بھی ملک کی سرحد کو پار کر کے حملہ کرنا قانون کی خلاف ورزی ہے۔

☆ ناروے نے ڈرون حملوں کو بین الاقوامی قانون کی سنگین خلاف ورزی قرار دیا ہے۔ ناروے یورپی یونین کا پہلا ملک ہے جس نے ڈرون حملوں کی مخالفت کی ہے۔ ڈپٹی اسپیکر ناروے نے کہا ہے کہ پاکستان جنگل نہیں کہ واشنگٹن جسے چاہے قتل کر دے۔

☆ اس کے علاوہ روس نے بھی کہا ہے کہ ڈرون حملے پاکستان کی سلامتی اور خودمختاری کے خلاف ہیں۔

اب آیئے دیکھتے ہیں کہ اقوام متحدہ میں اس بارے میں کیا پیشرفت ہو چکی ہے۔

☆ اقوام متحدہ کے ایک خصوصی نمائندے بین ایمرسن نے حال ہی میں امریکہ کے ہاورڈ اسکول میں ایک خطاب کے دوران تصدیق کی ہے کہ ڈرون حملوں میں عام شہریوں کی ہلاکت کے واقعات کی تفتیش کے لیے اگلے سال کے شروع ہی سے جینوا میں ایک مخصوص ادارہ قائم کرنے کا منصوبہ بنا رہی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ پاکستان میں ہونے والے کچھ ڈرون حملے واضح طور پر جنگی جرائم کے زمرے میں آتے ہیں۔ اگر متعلقہ حکومتیں اس نوعیت کے حملوں کی مانیٹرنگ کے لیے قابل اعتماد اور آزاد نظام وضع نہیں کر سکتیں تو پھر اس کا آخری حل یہ ہے کہ اقوام متحدہ اس کے لیے کچھ کرے۔

☆ اقوام متحدہ کے خصوصی نمائندے بین ایمرسن نے اپنے ایک بیان میں کہا ہے کہ پاکستان میں امن کے لیے عالمی برادری تعاون کرے۔ ڈرون حملے نہ صرف پاکستان کی خودمختاری کی خلاف ورزی ہیں بلکہ ان سے معصوم شہری ہلاک ہو رہے ہیں۔ حکومت پاکستان واضح کر چکی ہے کہ ڈرون حملے اس کی مرضی سے نہیں ہو رہے ہیں اور اب تک ان حملوں سے 400 شہری ہلاک ہو چکے ہیں۔ بین ایمرسن نے کہا کہ اقوام متحدہ کی ٹیم نے ڈرون حملوں میں ہلاکتوں کی تحقیقات کی ہیں۔ وقت آ گیا ہے کہ عالمی برادری پاکستان کے خدشات پر توجہ دے۔

☆ اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل بان کی مون نے کہا ہے کہ ڈرون طیاروں کا استعمال بین الاقوامی قانون کے مطابق ہونا چاہیے۔ اس حوالے سے عالمی برادری کو اعتماد میں لیا جائے۔ یہ بات سیکرٹری جنرل کے نائب ترجمان ایڈورڈ ڈیل ہائے نے کہی۔ ترجمان نے کہا کہ کسی بھی اور ہتھیار کی طرح بغیر پائلٹ طیاروں کا استعمال بین الاقوامی قانون اور قواعد کے مطابق ہونا چاہیے جن میں مسلح تصادم کی صورتحال میں بین الاقوامی انسانی قوانین بھی شامل ہیں۔

قارئین! اس ساری صورتحال کو پیپلز پارٹی کی سابقہ حکومت کے رویے کے تناظر میں ''مدعی سست گواہ چست'' نہ کہا جائے تو اور کیا کہا جائے۔ ان کے وزیر دفاع نے کہا کہ ڈرون طیارے اتنی بلندی پر ہوتے ہیں کہ انہیں گرایا نہیں جا سکتا۔ جبکہ سابقہ ایئر چیف نے واضح کر دیا تھا کہ ہم ڈرون طیاروں کو مار گرانے کی صلاحیت رکھتے ہیں، لیکن اس کا حکم حکومت جاری کرنے کی مجاز ہے۔ امریکہ کی شاہ سے زیادہ شاہ کے وفاداروں کے لیے ایسا حکم جاری کرنا کیسے ممکن تھا۔ کہا گیا کہ ہم اس معاملے کو سفارتی سطح پر اقدامات کر کے حل کریں گے۔ لیکن پھر کیا ہوا، آپ سب کو معلوم ہے۔ اب دیکھتے ہیں کہ عام انتخابات کے نتیجے میں قائم ہونے والی حکومت اس معاملے کو کس طرح ڈیل کرتی ہے۔ بظاہر تو میاں محمد نواز شریف نے واضح طور پر کہا ہے کہ ڈرون حملوں کے معاملے پر امریکہ سے تصفیہ کر لیں گے۔

☆☆☆

★ اسلام میں اکلِ حلال کی کیا اہمیت ہے؟

اور

★ اس کا تقویٰ سے کیا تعلق ہے؟

اس موضوع پر بانیٔ تنظیم اسلامی

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

کے ایک ایمان افروز خطاب پر مشتمل کتابچہ

تقویٰ اور رزقِ حلال

ترتیب و تسہیل: پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

بلا قیمت دستیاب ہے

خود پڑھیے، دعوتی مقصد کے تحت تقسیم کیجیے

ملنے کا پتہ: مکتبہ خدام القرآن لاہور 36-K ماڈل ٹاؤن لاہور

شیر شاہ سوری

فرقان دانش

شیر شاہ نے مغل بادشاہ ہمایوں کو شکست دے کر ہندوستان پر اپنی حکومت قائم کی۔ وہ حسنِ انتظام اور عدل و انصاف کے اعتبار سے بہترین بادشاہ، تعلیم یافتہ، روشن خیال اور رحمدل انسان تھا۔ شیر شاہ مغلوں کے زمانے سے پہلے بہلول لودھی کے عہد (1488ء) میں پیدا ہوائے، سہسرام میں لڑکپن بسر کیا۔ ہوش سنبھالا تو باپ کی جاگیر کا بہترین انتظام کیا، لیکن سوتیلی ماں کی سختیوں سے گھبرا کر گھر چھوڑ کر آگرہ چلے آئے۔ اُن کا اصل نام فرید خان تھا۔ جب ابراہیم لودھی مارا گیا اور بابر بادشاہ ہو گیا تو پورب کے افغان مغلوں سے لڑنے کی تیاری کر رہے تھے۔ فرید خان نے اِس زمانے میں ایک شیر مار کر شیر خاں کا خطاب حاصل کیا۔ اس کے بعد مغلوں کی بڑھتی ہوئی طاقت کی وجہ سے شیر خاں اور دوسرے افغان سرداروں نے بابر کی اطاعت قبول کر لی۔

ہمایوں بادشاہ ہوا تو شیر خاں نے اُس کی الجھنوں سے فائدہ اُٹھا کر بنگال اور بہار پر قبضہ کر لیا۔ چوسہ اور قنوج کے قریب لڑائیاں ہوئیں، ہمایوں مقابلے کی تاب نہ لا سکا اور پنجاب اور سندھ سے ہوتا ہوا ایران چلا گیا اور شیر خاں، شیر شاہ کے لقب سے ہندوستان کا بادشاہ بن گئے۔ یہ 1540ء کا واقعہ ہے۔

یوں تو شیر شاہ کی یہی خوبی حیرت انگیز ہے کہ انہوں نے معمولی حیثیت سے اُٹھ کر صرف اپنی قابلیت اور بہادری سے ہندوستان کی بادشاہی حاصل کر لی، لیکن اُن کی بڑائی کا راز یہ ہے کہ بادشاہ بننے کے بعد انہوں نے ملک کا انتظام نہایت اچھا کیا۔ شیر شاہ سوری نے کم و بیش پانچ برس حکومت کی، لیکن اس قلیل مدت میں انہوں نے عظیم جنگی کارنامے سرانجام دیے، ایک زبردست مرکزی حکومت قائم کی، نظم ونسق کو جدید خطوط پر قائم کیا، زندگی کے ہر شعبے میں اصلاحات کیں، جن کا نتیجہ ملک میں امن و امان، خوشحالی اور ترقی کی صورت میں نکلا۔

شیر شاہ نے ملکی نظم ونسق کو سائنٹیفک اُصولوں پر چلانے کی خاطر اپنے ممالک محروسہ کو ضلعوں اور تحصیلوں میں تقسیم کیا۔ ہر تحصیل میں مندرجہ ذیل عہدے دار مقرر کیے: (1) عامل، (2) شقہ دار، (3) خزانچی (4) کارکن فارسی نویس، (5) کارکن ہندی نویس، (6) چودھری، (7) قانون گو اور (8) امین (زمین کی پیمائش کرنے والا)۔ چند تحصیلوں کو ملا کر ایک ضلع بنایا اور اضلاع کو صوبوں کے ماتحت کیا۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ قانون گو اور چودھری کے دو نئے عہدے شیر شاہ نے وضع کیے تھے۔

شیر شاہ کی سیاسی حکمت عملی کی کامیابی کے عوامل میں سے ایک یہ تھا کہ وہ جو علاقہ فتح کرتے اس کی زرعی اصلاحات کی طرف خاص توجہ دیتے، اور مزارعین اور زمینداروں کو حکام کے ظلم واستحصال سے محفوظ رکھنے کی ہر ممکن کوشش کرتے۔ علاوہ بریں، انہوں نے انتظامیہ کی بدعنوانیاں اور نقائص دور کرنے اور اسے مؤثر وفعال بنانے کی خاطر متعدد اصلاحات کیں، مروجہ قوانین میں ترمیم وتنسیخ کی اور نئے قوانین وضع کیے اور ان پر سختی سے عمل کرایا۔

شیر شاہ ایک شیر دل سپاہی اور اہل درد حکمران بھی تھے۔ چنانچہ انہوں نے رفاہ عامہ کے کاموں میں گرانقدر حصہ لیا۔ ملک میں سڑکوں کا جال بچھا دیا۔ سڑکوں کے کنارے پر ہر دو کوس کے فاصلے پر مسافروں کے لیے سرائے تعمیر کرائی، جن کی تعداد سترہ سو تھی، نیز اس نے کنویں کھدائے۔ ایک تاریخی سڑک تعمیر کرائی جسے جرنیلی سڑک (Grand Trunk Road) کہتے ہیں۔ یہ سڑک دریائے سندھ کے کنارے سے خلیج بنگال تک دو ہزار کوس لمبی تھی۔ کچھ فاصلے پر سرائیں بنی تھیں۔ ہر سرائے میں حکومت کی طرف سے مسلمانوں اور ہندوؤں کی سکونت اور کھانے پینے کا علیحدہ اور مفت انتظام تھا، اور اس کے وسط میں مسجد اور کنواں ہوتا تھا، جس میں مؤذن، خادم اور پیش امام مقرر تھا۔ مسافروں کی حفاظت اور دیکھ بھال کے لیے پولیس کا انتظام تھا۔

عوام کو افراطِ زر، احتکار، اجارہ داری، چور بازاری کی مضرتوں سے محفوظ رکھنے کی خاطر شیر شاہ نے خاص قوانین بنائے تھے، جن پر بڑی سختی سے عمل درآمد کرایا جاتا تھا۔ اشیائے صرف کے نرخ حکومت مقرر کرتی تھی اور بازاروں میں نرخ نامے کے خلاف اشیائے صرف کا بیچنا ممنوع اور قابل تعزیر تھا۔ تاجروں اور مسافروں کے متعلق شاہی احکام یہ تھے کہ ان کے ساتھ شاہی مہمانوں جیسا سلوک کیا جائے۔

معاشرے میں انسدادِ جرم کے لیے شیر شاہ نے جو قوانین بنائے، ان میں سے ایک قانون جو بڑا مؤثر ثابت ہوا، یہ تھا کہ مجرموں مثلاً قاتلوں، رہزنوں، ڈاکوؤں، چوروں وغیرہ کو گرفتار کرنا اور ان سے مسروقہ مال برآمد کرنا، گاؤں یا علاقے کے حکام اور زمینداروں کی ذمے داری تھی۔ کسی مسافر یا تاجر کی وفات کی صورت میں قانون یہ تھا کہ اس کا ترکہ شاہی دیوان خانے کے بجائے اس کے ورثا کو تلاش کر کے حوالے کیا جائے۔ تاریخ فرشتہ کا مؤلف بھی شیر شاہ کے اس حسن انتظام کی تعریف کرتا ہے کہ امن وسلامتی کا یہ عالم تھا کہ جنگل اور حضر میں لوگوں کو اپنے مال و دولت کی طرف کوئی اندیشہ یا خطرہ نہ ہوتا تھا۔ شیر خان کے عہد حکومت میں ہر شخص کو شخصی یا بنیادی حقوق حاصل تھے۔ چنانچہ کسی شخص کو جبس بے جا میں رکھنا یا اس سے بیگار لینا یا بلا معاوضہ کوئی چیز لینا جرم تھا۔ اس طرح کوئی فوجی، سپاہی، حاکم یا کوئی شخص درخت کاٹنے یا کھیتی کو نقصان پہنچانے کا مجاز نہ تھا، اس کا بڑی سختی سے محاسبہ کیا جاتا تھا۔

شیر شاہ نے دیوانی اور فوجداری عدالتوں کی شرعی بنیاد پر تشکیل نو کی۔ حکومت کی طرف سے قضاۃ کے تقرر کی جو اسناد دی جاتی تھیں، ان میں واضح طور سے ان کے لیے یہ ہدایت مرقوم ہوتی تھی کہ مسجدوں میں جماعت کے ساتھ نماز ادا کریں، نیز نمازِ ظہر کے بعد قاضی اور تمام نمازیوں پر لازم تھا کہ وہ دس تیر پھینکنے کی مشق کریں۔ اس تیراندازی کی ہدایت سے واضح ہوتا ہے کہ یہ طریقہ اس نے نبی اکرم ﷺ کے ارشاد کی تعمیل میں جاری کیا تھا، اس لیے کہ یہ سلسلۂ جہاد حدیث طیبہ میں شہسواری اور تیراندازی کی مشق کی تاکید آئی ہے۔

(البخاری، کتاب الجہاد)

شیر شاہ نے اپنی جارحانہ اور مدافعانہ قوت کو ناقابل تسخیر بنانے کی خاطر عسکری نظام میں بھی متعدد اصلاحات کیں اور ایک زبردست لشکر جرار تیار کیا، جس میں ڈیڑھ لاکھ سوار، پانچ ہزار جنگی ہاتھی اور متعدد دستے توپ وتفنگ سے مسلح تھے۔ انہوں نے پنجاب کی سرحد پر کشمیریوں اور گکھڑوں کے حریت پسند باشندوں کے حملوں اور بغاوتوں سے بااحسن وجوہ عہدہ برآ ہونے کے لیے قلعہ رہتاس نو میں سب سے زیادہ فوج متعین کی، جس کی تعداد تیس ہزار تھی۔ جاگیرداروں اور منصب داروں کے پاس جو فوج تھی وہ اس کے علاوہ تھی۔ (باقی صفحہ 8 پر)

تنظیم اسلامی حلقہ پنجاب شمالی کا سہ ماہی اجتماع

تنظیم اسلامی حلقہ پنجاب شمالی کی دو حلقوں میں تقسیم کے بعد ایک حلقے کا نام حلقہ اسلام آباد اور دوسرے کا حلقہ پنجاب شمالی رکھا گیا ہے۔ موخر الذکر حلقہ میں راولپنڈی شہر کے علاوہ پنڈی گھیپ اور واہ فیکٹری کی تنظیم شامل ہیں۔ حلقہ پنجاب شمالی کے رفقاء کا سہ ماہی اجتماع 14 اپریل 2013ء بروز اتوار صبح 8 بجے جامع مسجد قباء ماڈل ٹاؤن ہمک میں ہوا۔ اجتماع میں امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید نے بھی شرکت کی۔ اجتماع کا آغاز نائب ناظم اعلیٰ شمالی پاکستان خالد محمود عباسی کے درس قرآن سے ہوا۔ انہوں نے "اقامت دین کے لئے جدوجہد کرنے والے کارکنوں کے اوصاف" پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ انقلاب برپا کرنے کا مطلب معاشرے کو جڑ سے لے کر شاخوں تک مکمل طور پر تبدیل کرنا ہے، زندگی کا کوئی بھی گوشہ ایسا نہ رہے جو تبدیلی سے بچ رہے۔ جو لوگ اس نوع کی انقلابی جدوجہد میں شامل ہوتے ہیں، انہیں اپنی جان و مال اور اوقات سب کچھ اس راہ میں کھپانا ہوتا ہے، کیونکہ یہ سب کچھ اس دنیا کی متاع ہے اور اصل وہی ہے جو اللہ کے پاس ہے اور وہ کبھی ختم ہونے والا نہیں، ہمیشہ باقی رہنے والا ہے۔ یہ جذبہ اسی شخص کے اندر پیدا ہو سکتا ہے جو اپنے رب پر توکل کرنے والا ہو۔ انہوں نے کہا کہ یہ توقع مت کریں کہ اقامت دین کی جدوجہد کرنے والوں پر اس باطل نظام کی گندگی کے چھینٹے نہیں پڑیں گے، البتہ انہیں بڑے بڑے گناہوں اور فحاشی سے اپنا دامن بہر حال بچانا ہوگا اور اپنے ایمان میں اضافے، اپنی شخصیت و کردار کے ترفع کی مسلسل کوشش کرنا ہوگی۔ انہوں نے کہا کہ ایک انقلابی کارکن کو دعوت کے کام میں غصے پر قابو پانا اور صبر سے کام لینا ہوگا اور اپنے رب کی پکار پر لبیک کہنا ہوگی۔ دعوت کے دور میں پکار پر لبیک کہنے کا مطلب اُسے قبول کرنا، اس راہ میں مشکلات کو جھیلنا، برداشت کرنا اور حکم ملنے پر ہجرت کرنا ہے۔ جبکہ اقدام کے دور میں پکار پر لبیک کا مطلب اللہ کی راہ میں گردن کٹانے کے لئے نکلنا ہے۔ انقلابی کارکنوں کو نماز کے ذریعے اللہ سے مضبوط رابطہ قائم کرنا ہوگا۔ اسلامی انقلابی کارکن ڈکٹیٹر بن کر نہیں بلکہ مشاورت سے اپنے معاملات طے کرتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ذاتی معاملے میں انسان دوسرے کو معاف کر دے تو بہتر ہے لیکن جہاں دینی غیرت کا سوال ہو، کہیں اللہ اور اس کی آیات کا مذاق اڑایا جا رہا ہو، تو اس سے چشم پوشی نہیں کرنی چاہیے، بدلہ لینا چاہئے اور بدلہ کی کم از کم صورت یہ ہے کہ اس محفل کو چھوڑ دیا جائے۔ اگرچہ معاف کر دینا اور اصلاح کی روش پر لانے کی کوشش کرنا بہتر ہے، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ کمپرومائز کیا جائے۔ صبر کے ساتھ اس ظالمانہ نظام کے خلاف جدوجہد کرنے والوں کے لئے ہی اجر کا وعدہ ہے۔ اس کے بعد درس حدیث ہوا، جس کا موضوع "دعوت کی اہمیت" تھا۔ ڈاکٹر یوسف رضا نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ انقلابی جدوجہد آسان کام نہیں۔ ظالمانہ نظام کے محافظ طبقات کبھی نہیں چاہیں گے کہ انقلابی دعوت معاشرے میں سرایت کر سکے۔ وہ ہر ممکن طریقہ سے تمام وسائل بروئے کار لا کر اس جدوجہد کو روکنے کی کوشش کریں گے۔ تاہم تمام تر مشکلات کے باوجود ہمیں دین کی طرف دعوت دینی ہے اور اس پر استقامت کے ساتھ کھڑے رہنا ہے۔ اگر تنظیمی فکر پختہ اور مضبوط نہیں ہوگی اور ہم استقلال کے ساتھ دعوت کا کام نہیں کریں گے تو مخالف قوتیں ہم پر حاوی ہو جائیں گی۔ انہوں نے کہا کہ تنظیم کے بہت سے رفقاء کے تنظیم میں فعال نہ ہونے کی وجہ یہی ہے کہ ان پر فکر واضح نہیں، جس کی بنا پر وہ دعوت کا کام نہیں کر پاتے۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ معاشرے کے دوسرے نظریات ان پر حاوی ہو جاتے ہیں۔ اس لئے ہمیں دعوت اور خصوصاً نہی عن المنکر کا کام کرتے رہنا ہوگا۔ ورنہ رب تعالیٰ ہماری دُعائیں قبول نہیں کرے گا۔ انہوں نے کہا کہ آج دین اجنبی ہے اور اجنبی چیز کی دعوت دینا بہت مشکل کام ہے۔ اس لئے آج کے دور میں دعوت کی اہمیت دو چند ہو گئی ہے۔ اس کے بعد چائے کا وقفہ ہوا۔ وقفہ کے بعد 10 بجے پروگرام کا دوبارہ آغاز امیر محترم حافظ عاکف سعید صاحب کی صدارت میں ہوا۔ سب سے پہلے حلقہ کی تنظیم کے امراء اور منفرد اسرہ جات کے نقباء نے اپنی اپنی تنظیم اور اسرہ کا تعارف کروایا۔ اس کے بعد سال کے دوران میں تنظیم میں شامل ہونے والے نئے رفقاء نے اپنا تعارف کرایا۔ بعد ازاں محترم امیر تنظیم کے ساتھ سوال و جواب کی طویل نشست ہوئی، جس میں رفقاء نے نظریۂ پاکستان، تنظیم کی انتخابی پالیسی، نظام دعوت، نظام تربیت اور حالات حاضرہ کے حوالے سے سوالات کیے، جن کے امیر محترم نے تفصیلی جوابات دیے۔ بعد ازاں امیر محترم نے مختصر خطاب فرمایا۔ انہوں نے اپنے خطاب میں کہا کہ ہم پر اللہ کا بہت زیادہ شکر واجب ہے، جس نے ہمیں اقامت دین کی اس جدوجہد کی توفیق عطا فرمائی۔ اس اعتبار سے ہماری ذمہ داریوں میں بھی اضافہ ہو گیا ہے۔ ہمیں یہ کام تنظیم یا ادارے کا نہیں، بلکہ عین دین کا کام سمجھ کر کرنا ہوگا۔ اس طرح اس کام میں برکت بھی پیدا ہوگی، ان شاء اللہ۔ امیر محترم نے سینئر رفقاء پر زور دیا کہ وہ تحریکی کاموں میں فعالیت کا مظاہرہ کریں۔ اس لیے کہ جب تک وہ پوری طرح فعال نہیں ہوں گے اس وقت تک نئے رفقاء بھی متحرک نہیں ہو سکیں گے۔ ہمیں ہر حال میں دین کے کام کو دنیا کے کام پر ترجیح دینا ہوگی۔ ہمیں اس راہ میں شہادت کی تمنا کرنی چاہئے۔ امیر تنظیم اسلامی نے کہا کہ ہر شخص کو ذاتی طور پر داعی بننے کی پوری کوشش کرنی ہوگی، جس کے لئے تعلق مع اللہ بہت ضروری ہے۔ اس بعد نماز ظہر اور کھانے کا وقفہ ہوا۔ وقفہ کے بعد امیر محترم نے حلقہ کے ذمہ داران اور تمام تنظیم کے امراء کے ساتھ خصوصی ملاقات کی۔ ملاقات میں ذمہ داران اور امراء نے اپنا تفصیلی ذاتی اور خاندانی تعارف کروایا اور مختلف امور پر امیر محترم سے سوالات کیے، جن کے انہوں نے جوابات دیے۔ علاوہ ازیں تنظیمی اور دعوتی امور میں بہتری لانے کے لئے تجاویز بھی دی گئیں۔ نشست کا اختتام چار بجے دعا پر ہوا۔ (رپورٹ: عبدالرؤف)

حلقہ لاہور کے زیر اہتمام ایک روزہ تربیتی و دعوتی دورہ ڈبلن سکول ہربنس پورہ

تنظیم اسلامی کے حلقہ لاہور کے زیر اہتمام ماہ اپریل میں ایک روزہ دعوتی پروگرام ڈبلن سکول ہربنس پورہ میں منعقد کیا گیا۔ پروگرام کے لئے رفقاء 28 اپریل بروز اتوار صبح 8 بجے مرکز تنظیم اسلامی پہنچنا شروع ہو گئے، جہاں پر اُن کے لئے ناشتہ کا اہتمام کیا گیا۔ ناشتہ کے بعد رفقاء کو ایک بڑی ہائی ایکس اور 5 چھوٹی گاڑیوں میں سوار کر کے ڈبلن سکول پہنچایا گیا۔ پروگرام کا باقاعدہ آغاز راقم نے سورۃ العصر کی تلاوت اور ابتدائی کلمات سے کیا اور ایک روزہ پروگرام کی غرض غایت

بیسویں صدی عیسوی

میں صنم کدۂ ہند میں "احیائے اسلام" کی کوششوں پر ایک اہم تاریخی دستاویز

جماعت شیخ الہندؒ اور تنظیم اسلامی

- ابوالکلامؒ "امام الہند" کیوں نہ بن سکے؟
- "حزب اللہ" اور "دارالارشاد" قائم کرنے کے منصوبے بنانے والا "عبقریِ وقت" کانگریس کی نذر کیوں ہو گیا؟
- احیائے دین اور احیائے علمی تحریکوں سے علماء کی بدظنی کیوں؟
- کیا اقامت دین کی جدوجہد ہمارے دینی فرائض میں شامل ہے؟
- حضرت شیخ الہندؒ کیا کیا حسرتیں لے کر اس دنیا سے رخصت ہوئے؟

علماءِ کرام اب بھی 'متحد' ہو جائیں تو 'اسلامی انقلاب' کی منزل دُور نہیں!

فرائضِ دینی کا جامع تصوّر ● رجم ● عورت کی دیت اور دیگر مسائل پر ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی معرکۃ الآرا تحریروں اور خطبات کے علاوہ مؤرخِ اسلام مولانا سعید احمد اکبر آبادی، ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہان پوری، مولانا افتخار احمد فریدی، مہاجر کابل قاری حمید انصاری، پروفیسر محمد اسلم، مولانا محمد منظور نعمانی، مولانا اخلاق حسین قاسمی دہلوی، مولانا محمد زکریا، مولانا سید عنایت اللہ شاہ بخاری اور دیگر نامور علماءِ کرام اور اہلِ علم حضرات کی تحریروں پر مشتمل تاریخی مرقع

بانیٔ تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے مبسوط مقدمے کے ساتھ

یہ کتاب کچھ عرصے سے آؤٹ آف پرنٹ تھی۔ اب اس کا نیا ایڈیشن جدید کمپیوٹر کمپوزنگ، خوبصورت ٹائٹل اور مضبوط جلد کے ساتھ زیورِ طبع سے آراستہ ہو گیا ہے!

ضخامت 620 صفحات قیمت 500 روپے

مکتبہ خدام القرآن لاہور

قرآن اکیڈمی، 36 کے، ماڈل ٹاؤن لاہور، فون: 3-35869501(042)
فیکس: 35834000(042) ای میل: maktaba@tanzeem.org
ویب سائٹ: www.tanzeem.org

بیان کی۔ بعدازاں ذیشان شجاع نے سورۂ آلِ عمران کی آیات 190 تا 195 کے حوالے سے تذکیر کرائی۔ اس کے بعد ثاقب عباسی نے منہج انقلاب نبویﷺ پر مذاکرہ کرایا۔ انہوں نے موجودہ حالات میں منہج نبوی کی اہمیت اور رفقاء کو اس کے ساتھ جڑنے کی اہمیت بھی واضح کی۔ اس کے بعد چائے کا وقفہ ہوا۔ بعدازاں آٹھ آٹھ رفقاء پر مشتمل دو ٹیمیں بنائی گئیں تاکہ علاقے کی نمایاں شخصیات سے ملاقات کر کے اُن تک تنظیم کا پیغام پہنچایا جائے۔ ایک ٹیم کو ڈبلن سکول کے ساتھ ڈاکٹرز سوسائٹی میں بھیجا گیا، جس کی امارت حافظ کو توصیف نے کی، جبکہ دوسری ٹیم مختلف سیاسی پارٹیوں کے دفاتر میں گئی، جس کی امارت راقم کے پاس تھی۔ پہلے ہم ڈیال ہاؤس میں گئے جہاں پر صوبائی اسمبلی کے ٹکٹ پر نوید احمد ڈیال پیپلز پارٹی کے ٹکٹ پر کھڑے ہیں۔ وہاں کھلے میں میدان میں لوگوں کے ایک بڑے مجمع سے عبدالرشید رحمانی نے گفتگو کی۔ وہاں پر تنظیم اسلامی کا ہینڈ بل ''انتخابی مہم کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں سے پاک رکھئے''، تقسیم کیا گیا اور ان کی اعلیٰ قیادت تک تنظیم کا لٹریچر اور CDs بھی پہنچائی گئیں۔ وہاں سے فراغت کے بعد ایک اور مقام پر جہاں پر پیپلز پارٹی کا دفتر تھا، عبدالرشید رحمانی نے گفتگو کی اور ساتھ ہینڈ بل تقسیم کیا گیا۔ اس سے آگے بڑھے تو ایک جگہ پر مسلم لیگ ن کے امیدوار برائے صوبائی اسمبلی سہیل بٹ گفتگو کر رہے تھے۔ وہاں پر بھی عوام کا کافی رش تھا۔ ہم نے موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ان کی گفتگو کے اختتام پر رحمانی صاحب کی گفتگو رکھوادی۔ اس دوران راقم نے سہیل بٹ صاحب سے ملاقات کر کے تنظیم کی CDs اور لٹریچر دیا، جس پر انہوں نے ہماری جماعت کا شکریہ ادا کیا نیز لٹریچر پڑھنے کا وعدہ کیا۔ دوسری ٹیم نے ڈاکٹرز سوسائٹی میں ڈاکٹرز ہاسٹل جانے کی کوشش کی مگر اُسے اجازت نہ ملی۔ بہر حال طے یہ ہوا کہ جب ڈاکٹر حضرات مسجد نماز کے لئے آئیں گے، تو اُن سے مسجد کے باہر گفتگو کی جائے۔ رفقاء نماز ظہر کے بعد مسجد کے باہر کھڑے ہو گئے تو امام مسجد نے گفتگو کرنے سے منع کر دیا، جس پر گفتگو تو نہ ہو سکی، البتہ کچھ ہینڈ بل تقسیم کیے گئے۔ اسی دوران سکول میں موجود رفقاء کے لئے ایک مذاکرے کا اہتمام کیا گیا، جس کو جناب محمود حماد نے کنڈکٹ کیا۔ مذاکرے کا موضوع ''میں داعی کیسے بنوں؟'' تھا۔ انہوں نے مختلف زاویوں سے رفقاء کو سمجھایا کہ ہم میں سے ہر شخص داعی بن سکتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ سنت دعوت کی دل میں تڑپ پیدا کی جائے، رفقاء نے پروگرام میں گہری دلچسپی لی۔ پروگرام کے بعد نماز ظہر کے لئے وقفہ کیا گیا۔ نماز کے بعد درس حدیث ہوا، جس کی ذمہ داری سید حامد اللہ شاہ نے ادا کی۔ نماز ظہر، کھانے اور آرام کے وقفہ کے بعد نماز عصر ادا کی گئی۔ بعدازاں رفقاء کے 4 ٹیمیں بنا کر انہیں دعوتی گشت کے لئے بھیجا گیا۔ دو جگہوں پر درس قرآن کا اہتمام کیا گیا۔ ایک مقام تو ڈبلن سکول ہی تھا، جس میں معاون ناظم تعلیم و تربیت سجاد سرور نے ''موجودہ حالات میں کرنے کا اصل کام'' کے موضوع پر گفتگو کی۔ اس محفل میں 60 رفقاء و احباب شریک ہوئے، جبکہ دوسرا درس گھوڑے شاہ میں عشاء کی نماز کے بعد تھا۔ راقم نے ''حقوق اللہ حقوق العباد'' پر گفتگو کی۔ محفل درس میں تقریباً 30 افراد شامل ہوئے۔ پروگرام کے اختتام پر دعا کروائی گئی۔ اس کے بعد رفقاء اپنے اپنے گھروں کو لوٹے۔ اس پروگرام میں حلقہ لاہور سے 60 رفقاء نے شرکت کی اور الحمدللہ تقریباً 1000 ہینڈ بلز اور 100 کتب تقسیم کی گئیں۔ اللہ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری اس محنت کی شرف قبولیت عطا فرمائے اور ہم سے راضی ہو جائے۔ (رپورٹ: شکیل احمد)

تنظیم اسلامی سکھر کا ماہانہ تربیتی اجتماع

تنظیم اسلامی سکھر کا ماہانہ تربیتی اجتماع 12 اپریل 2013ء کو ہوا۔ پروگرام کا باقاعدہ آغاز بعد نماز عصر تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ تلاوت کی سعادت حافظ کفایت اللہ نے حاصل کی۔ بعدازاں امیر مقامی تنظیم عرفان طارق ہاشمی نے حدیث جبریل کا مطالعہ کرایا اور ایمان، اسلام، احسان کی احسن انداز میں تشریح کی۔ اس کے بعد بھائی انصار احمد نے ''عہد نامہ برائے رفقاء تنظیم اسلامی'' کی مکمل مدلل توضیح کی جبکہ حلقہ سکھر کے ناظم تربیت حافظ ثناء اللہ نے مسنون دعائیں یاد کرائیں۔ بعد نماز مغرب ملتزم رفیق حافظ خالد شفیع نے ''اقامت دین'' پر مفصل لیکچر دیا۔ اس کے بعد ''حزب اللہ کے اوصاف'' کے موضوع پر خالد محمود عباسی کے خطاب کی ویڈیو دکھائی گئی۔

(رپورٹ: حافظ عزیز اللہ گبول)

دعائے صحت کی اپیل

ہمارے ادارہ (قرآن اکیڈمی شعبہ مطبوعات) کے پروف ریڈر جناب مرتضیٰ احمد اعوان گزشتہ چند دنوں سے علیل ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں صحت کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔

قارئین اور رفقائے تنظیم اسلامی سے بھی اُن کے لئے دعائے صحت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اَذْھِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ
لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاءُکَ شِفَاءً لَّا یُغَادِرُ سَقَمًا ط

ضرورت رشتہ

☆ متوسط راجپوت فیملی کو اپنی 20 سالہ نیک سیرت، خوش رنگ بیٹی، قد "5'.7 فٹ (طالبہ تھرڈ ائیر) کے لیے لاہور سے نیک سیرت، برسر روزگار نوجوان کا رشتہ درکار ہے۔
برائے رابطہ: 03233-7303288

☆ لاہور میں رہائش پذیر فاروقی فیملی کو اپنی بیٹی عمر 24 سال، تعلیم ایم اے، بی ایڈ، صوم وصلوٰۃ اور پردے کی پابند کے لیے دینی مزاج کے حامل تعلیم یافتہ اور برسرروزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ ذات پات کی کوئی قید نہیں۔
برائے رابطہ: 0332-4147244

☆ لاہور میں رہائش پذیر اعوان فیملی کو اپنی بیٹی' عمر 28 سال، تعلیم ایم ایس سی، بی ایڈ، شعبہ تدریس سے وابستہ، قد "5'.3 کے لیے دینی مزاج کے حامل پڑھے لکھے لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0321-4173387

☆ کراچی میں رہائش پذیر رفیق تنظیم، عمر 27 سال، تعلیم بی اے، بی ایس سی، شعبہ تعلیم سے وابستہ کے لیے دینی مزاج کی حامل خوبصورت وخوب سیرت لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0321-2097387

☆ کراچی میں رہائش پذیر فیملی کو اپنی بیٹی' عمر 28 سال، خوبصورت وخوب سیرت، تعلیم ایف اے، ایک سالہ قرآن فہمی کورس کے لیے دینی مزاج کے حامل لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0332-2963130

☆ ملتزم رفیق تنظیم بہاولپور کو اپنے بیٹے، عمر 22 سال، رفیق تنظیم، تعلیم بی اے، ذاتی کاروبار، عقد ثانی (بیٹا عمر 5 ماہ ہمراہ ہے) کے لیے دینی مزاج کی حامل پردے کی پابند پڑھی لکھی لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ ذات پات کی کوئی قید نہیں۔
برائے رابطہ: 0321-6801963, 062-2740704

☆☆☆☆

دُعائے مغفرت کی اپیل

☆ حلقہ فیصل آباد کے سینئر رفیق محمد اصغر صدیقی کے والد محترم گزشتہ دنوں طویل علالت کے بعد انتقال کر گئے

☆ میانوالی تنظیم کے نقیب اُسرہ میاں عارف عمر کے والد گرامی قضائے الٰہی سے وفات پا گئے

☆ تنظیم اسلامی حلقہ پنجاب شرقی کی مقامی تنظیم پتوکی کے امیر غلام رسول وٹو کے بہنوئی خالق حقیقی سے جا ملے

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔

قارئین اور رفقائے تنظیم سے بھی مرحومین کے لیے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِکَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

Mohammad Faheem

OF DICTATOR'S CRIMES AND JUSTICE - II

Now after 12 years participation in the so-called war on terror Pakistan is harvesting the fruit of the wrong policies adopted by the dictator to the detriment of the nation. These misfortunes are now so visible and practically proven to have occurred, documented in writing and spoken about unequivocally. Of late a book titled '*Yeh Khamooshi Kahan Tak*?' authored by Lt. General (r) Shahid Aziz is a cardinal document which uncovers the wrongs of Musharaf and his detrimental policies which have created havoc to the solidarity of Pakistan and the interest of its people. Giving the call of '*Sab se pehle Pakistan*' was a rhetoric of hypocrisy and the religion (Deen) was hued with the sloganeering of enlightenment and moderation thus advancing the Deen-e-Akbari to the level of Deen-e-Pervezi on the holy soil of Pakistan, which had come into being on the basis of Islam.

After these national crimes we confronted a variety of retributions of Allah in the shape of earthquake, devastating floods, target killing, killing on the basis of sectarianism, ethnic feuds, floods of bloody terrorist attacks and killing at the hands of alien secret agents, who are here to unleash internal fighting in one shape or the other. We have dug out the roots of the Islamic country and tried to erect it on the foundation of secularism and liberalism, which will never sustain it as the latter two are not compatible in any degree with Islam. The most unfortunate thing is that during all these years of Musharaf rule the Ulema not only remained silent spectators to all these anti-Islamic measures but played with him the game of pseudo-election and power politics. The drone attacks started during this period and continued through the five years of the so-called democratic rule of the 4-party alliance, all accomplices in the crime. These political parties who have misruled this country are responsible for the whole menace the country is confronted with. They cannot exonerate themselves from the charges of being silent accomplices in the crime of American drone attacks killing thousands of innocent tribal Pakistani Muslims.

There was a good chance for the MMA to unite again but they missed the bus obviously due to the egoistic element so firmly personalized by each of the constituent parties. These so-called Ulema are equally responsible for the grave situation. Being in this huge number they could not do anything for the betterment of Islam and the country. Chaudhri Shujaat who was the front-man of the dictator, agreed to the NRO, except the clause permitting an individual to go for the post of premiership for the third time. It means that the Chaudhri did everything in his personal interest. Musharraf, having done all these sins on his own free will must be held responsible for all the consequences. There is the report of the Lal Masjid Commission which has fixed the responsibility of the carnage of the inmates on Musharraf, Shaukat Aziz and their cabinet. Scores of innocent students were allegedly killed which could have been avoided had patience been exercised. The record of the events shows that the issue was resoluble through negotiations but for the egoism of Musharraf. As noted in General Shahid Aziz's book, Musharraf, in all important cases, used to take decisions exclusively and would call for consultation with his colleagues just for public consumption. He was arrogant to accept any suggestion from any of his team members. He had complete servility for the American dictates and would go to any extent in order to please his Washington bosses. He was making the Americans believe that the terrorists had reached Islamabad and had occupied the

mosque (Lal Masjid) and if they once got control of the government in Islamabad, the whole game of America in the region would come to an end. This is how the dictator played havoc with the interest of the country and risked the whole nation at the altar of the American adventurism of playing with the blood of the Muslims of the region. It is now time for the quarters concerned to make an unbiased decision that Musharraf is not only a criminal of the cases subjudice but he is responsible for all the ills inflicted on the integrity, solidarity and ideology of Pakistan. Justice demands that a list of crimes of the dictator be prepared and he should be tried for all these criminalities, giving priority to the most grievous ones to be followed by the rest. (*Concluded*)

MUNIR S BIG HOAX EXPOSED : A FALSE QUOTE ATTRIBUTED TO QUAID

In a seminar arranged by the late Dr. Israr Ahmad, *Dr Safdar Mehmood*, the veteran historian, mentioned a false quote attributed to Jinnah by **Justice Munir**, *first in his* ***Munir Report 1953****, and then his famous book,* ***From Jinnah to Zia, 1980***.

HERE GOES THE FALSE QUOTE :

> The state would be a modern democratic state with ***sovereignty resting in the people*** and the members of the new nation having equal rights of citizenship regardless of ***religion***, **caste or creed**.

This quote was supposedly from an interview of Quaid with Doon Campbell of Reuters. Munir didn t provide proper reference or date.

THE CORRECT QUOTE FROM NEWSPAPER ARCHIVES IN UK

Saleena (a UK Researcher) extracted the real version from the original newspaper archives in UK, which reads:

> But the Government of Pakistan can only be a popular representative and democratic form of Government. Its Parliament and Cabinet responsible to the Parliament will both be finally responsible to the electorate and the people in general without any distinction of caste, creed or *sect*, which will be the final deciding factor with regard to the policy and program of the Government that may be adopted from time to time.

(Note: Only caste and creed are to be found in both versions, in his original speech Jinnah used SECT Instead of RELIGION. Moreover rest of Munir's version is all altered as Jinnah presumed Islam as the foundation of the state and the word secular is wholly absent.)

The false quote attributed to Jinnah has been repeated blindly by as many Islamophobic secularists as possible. These included such top-notch anti-Islamic-state-scholars as following:

Ayesha Jalal, in her book The Sole Spokesman

Ishtiaq Ahmed (a professor) in a journal article

Pervez A. Hoodbhoy & Ahmed Hameed Nayyar in the paper Rewriting the History of Pakistan

Abdus Sattar Ghazzali (a journalist) in his book Islamic Pakistan: Illusions and Reality

(late) Ardeshir Cowasjee in his book Back to Jinnah